REGISTERED WITH THE REGISTERAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT NO R-N-61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23

جلد ۴۴

شمارہ 31-32

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپیہ

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک

دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر:۔

منیر احمد خادم

نائبین:۔

قریشی محمد فضل اللہ

محمد نسیم خان

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۵/۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۶ ہجری ۳/۱۰ ظہور ۱۳۷۴ ہش ۳/۱۰ اگست ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۱۱ اگست ایم ٹی اے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ احباب جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازئ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعا جاری رکھیں

اگست ۹۴ء سے جولائی ۹۵ء تک دنیا بھر میں آٹھ لاکھ اکتالیس ہزار تین صد پچیس سعید روحیں احمدیت میں شامل

★ صرف البانیہ میں ۴۵۰۰ نے قبول احمدیت کی سعادت حاصل کی ★ ۱۴۸ ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے

★ ۶۶۹ افریقن چیفس اور ۱۹۶۳ اماموں نے احمدیت قبول کی ★ ۶۲۷ نئی مساجد بنائی گئیں

★ ۲۸۹ سکول اور ۳۰ ہسپتال ★ تبلیغی مراکز ۵۲۵ ★ تراجم قرآن مجید ۵۰ مکمل ۲۸ زیر طبع ہیں۔

جلسہ سالانہ انگلستان سے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا پُر مسرت اعلان!!!

جلسہ سالانہ انگلستان منعقدہ ۲۸-۲۹-۳۰ جولائی کی مختصر روداد ذیل میں ملاحظہ فرمائیں

قادیان ۳۱ جولائی (ایم۔ٹی اے) الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ انگلستان کا سالانہ جلسہ ۲۸-۲۹-۳۰ جولائی کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں نہایت کامیابی کے ساتھ دعاؤں اور ذکر الٰہی کے ماحول میں منعقد ہوکر اختتام پذیر ہوا۔ علماء سلسلہ کی تقاریر کے علاوہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے علاوہ تین مرتبہ اپنے بصیرت افروز اور پُر معارف خطابات سے نوازا

۲۸ جولائی کو بعد نماز جمعہ ٹھیک بجے جلسہ شروع ہوا سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوائے احمدیت لہرایا اور معاً بعد جلسہ گاہ میں تشریف لائے مکرم حلمی الشافعی عرب احمدی کی تلاوت کلام پاک سے جلسہ شروع ہوا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افتتاحی خطاب ذکر الٰہی کے موضوع پر فرمایا حضور نے آیت قرآنی ۔۔ یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللّٰہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا۔ (احزاب ۴۳) کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس جلسے کا مقصد ذکر الٰہی اور قیام توحید کے سوا کچھ نہیں اور جو ان مقاصد کے لئے یہاں پہنچے ہیں وہ اللہ کے مہمان ہیں پس جہاں تک بس چل سکے صبح شام ذکر الٰہی سے اپنے دلوں کو سیراب کریں

ذکر الٰہی کے ضمن میں حضور انور نے بعض احادیث مبارکہ کے ساتھ اپنے خطاب کو مزین فرمایا اور پھر جلسہ سالانہ کی اغراض ومقاصد کے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پُر معارف تحریرات پڑھ کر سنائیں ساتھ ہی بعض حصوں کی ایمان افروز تشریح بھی فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ اگر کسی نے دنیا میں روحانی انقلاب پیدا کرنا ہے تو وہ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے۔ حضور نے فرمایا اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ آج دنیا مختلف قوموں اور مذاہب میں بٹی ہوئی ہے اور اس کے دل پھٹے ہوئے ہیں جس کو اقوام متحدہ کہا جاتا ہے وہ پھٹے ہوئے دلوں کا ادارہ ہے گیا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں توحید کو قائم کریں گے پس نامُوں ہو جائیں دنیا کے اقتداروں کو حقارت کی نظر سے دیکھیں اگر آپ توحید پر قائم ہو جائیں گے۔ تو آپ دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے کرنے والے ہوں گے۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

خلاصہ خطبہ جمعہ

دنیا میں حیرت انگیز روحانی انقلاب برپا ہو رہے ہیں

علما جو چاہیں کر لیں انکی ہر کوشش خس و خاشاک کی طرح اڑا دی جائیگی

از سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن (۱۴ جولائی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ جمعہ میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حق نام کے تعلق سے تبلیغ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ حق ذات کے ساتھ تعلق ہو تو حق پھیلانا اس کا طبعی نتیجہ ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العصر کے حوالہ سے بتایا کہ اس میں تواصوا بالحق کے ساتھ تواصوا بالصبر کے مضمون کو باندھا گیا ہے۔ ہر جگہ جہاں تبلیغ کا مضمون ہے وہاں صبر کا مضمون بھی ساتھ نظر آتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں تو صبّار یا صبور کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر بیان نہیں ہوئے جب اس پر میں نے غور کیا کہ قرآن مجید میں کیوں صبّار یا صبور بطور صفات الٰہی کے بیان نہیں ہوئے تو یہ بات سامنے آئی کہ صبر میں دو آزمائشیں سامنے ہوتی ہیں۔ ایک غصے کی اور دوسری رحم کی۔ پھر رحم کے تعلق میں دو طرح کی آزمائشیں ہیں ایک یہ کہ کسی دوسرے پر رحم آرہا ہو اور دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو قابل رحم حالت میں پاتے۔ اور اس دوسرے حصہ کا تعلق کسی پہلو سے بھی اللہ کی ذات سے نہیں ہو سکتا اور اس میں محض غصے والی حالت میں یعنی غضب کی حالت میں ہاتھ روکنے والا مضمون ہے۔ اور مضمون کے لحاظ سے قرآن کریم میں یہ موجود ہے اور صفت حلیم میں داخل ہے۔ یہ صبر طاقت کا صبر ہے اور کمزوری کا صبر نہیں ہے اس صبر میں اللہ تعالیٰ سے انسان کی مشابہت ہو سکتی ہے۔ انسان بھی اگر مقابلہ کی طاقت رکھتا ہو اور اللہ کی رضا کی خاطر یا کسی اعلیٰ قدر کے پیش نظر مقابلے سے باز رہے تو اسے بھی صبر کیا جائیگا

حضور نے مختلف آیات قرآنیہ کے حوالے سے بتایا کہ مومنین کی دعوت الی اللہ رحمت کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ ان کی نصیحت میں غصے کا کوئی عنصر نہیں ہوتا اور رحمت اور شفقت کی نصیحت ہے جو کامیاب ہوا کرتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کی کامیابی رحمت میں تھی اور چونکہ آپ کی رحمت بہت وسیع تھی اس لئے آپ کو صبر کا بھی بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا۔ حضور نے بتایا کہ صبر ہی ہے جو دعا کا محرک بنتا ہے اور صبر والے ہی کی دعا ہے جو دراصل مقبول ہوتی ہے بے صبر کی دعا کوئی معنی نہیں رکھتی۔ حضور نے صبر کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اگر صبر کرنے والے کے دل سے ایسی بد

نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے فرمائے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور میں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں بہت بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں ننگا تھا تم نے کپڑا دیا میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ تو تو ان باتوں سے پاک ہے تو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب وہ فرمائے گا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے تم نے ان کی خبر گیری کی وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا۔ پھر ایک اور گروہ پیش ہوگا۔ ان سے کہے گا کہ تم نے میرے ساتھ برا معاملہ کیا۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ دیا پیاسا تھا پانی نہ دیا۔ ننگا تھا کپڑا نہ دیا۔ میں بیمار تھا میری عیادت نہ کی۔ تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ تعالیٰ تو تو ایسی باتوں سے پاک ہے۔ تو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا۔ اس پر فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ اس حالت میں تھا اور تم نے ان کے ساتھ کوئی ہمدردی کا سلوک نہ کیا وہ گویا میرے ہی ساتھ کرنا تھا۔

غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اسکی شکر گزاری یہی ہے کہ اسکی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خدا داد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غربا کو کچل نہ ڈالیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم طبع جدید ۴۳۸، ۴۳۹)

دعا نکلے جو مومن کے شایان شان ہو اور اس میں اذن الٰہی بھی شامل ہو وہ دشمنوں کو تباہ کر دیا کرتی ہے۔ دعا کرنے میں بھی صبر ضروری ہے۔ حضور نے اپنی ایک پرانی رویا کے حوالہ سے بھی صبر کے بعض پہلوؤں کو اجاگر فرمایا اور بتایا کہ اس میں یہ پیغام تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے دور میں جہاں بڑی بڑی مخالفتیں تھیں ان پر ہمیں غلبہ عطا فرمائیگا اور غلبہ رحمت اور محبت اور عشق کے نتیجہ میں عطا کریگا۔

حضور نے فرمایا کہ دنیا بھر میں حیرت انگیز روحانی انقلاب برپا ہو رہا ہے اور پاکستان میں بھی یہ ہو کر رہے گا۔ جو چاہیں یہ علماء کر لیں ان کی ہر روک خس و خاشاک کی طرح اڑا دی جائے گی۔ یہ خود پکڑے جائیں گے، عبرت کا نشان بنیں گے اور قوم کی اکثریت انشاء اللہ ہدایت پا جائے گی لیکن ابھی دکھ اور صبر کے کچھ اور دن ہمیں دیکھنے ہیں۔

(باقی صفحہ ... پر)

ارشاد نبوی ﷺ
السلام قبل الکلام
(بات کرنے سے پہلے سلام کیا کرو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ ۔ میسنگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

بانی پولیمرز
کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز
43-4028-5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

خطبہ جمعہ

یہ مضمون جو صفات باری تعالیٰ کا ہے اسے حقیقت کی دنیا پر اتار کر اپنے روزمرہ کے تجارب میں داخل کر کے پھر ذکر الٰہی کریں تو یہ وہ ذکر الٰہی ہے جو ہر دوسری چیز سے بالا اور افضل اور اکبر ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۹ ہجرت ۱۳۷۴ ہش / ۱۹ مئی ۱۹۹۵ء بمقام مسجد فضل لندن

خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد درج ذیل آیت تلاوت فرمائی۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝

اس آیت سے متعلق گزشتہ جمعہ میں میں نے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی تھی یعنی ان مضامین پر ان آیات کی برکت سے روشنی ڈالی تھی جو عموماً نظر سے اوجھل رہتے ہیں، اور اس آیت کریمہ نے گویا انہیں غیب سے شاہد میں منتقل کرنے میں مدد دی۔ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے کچھ اور اہم امور آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ جو آواز بیٹھی ہوئی ہے اس سلسلے میں معذرت خواہ ہوں۔ یہ جو رات گزری ہے اس سے پہلی رات کچھ بے احتیاطی، شاید کوئی کھٹا پھل چکھا گیا ہے اور بعض ایسے ہیں کھٹے پھل جن سے میرا گلا بہت جلد متاثر ہوتا ہے۔ اس وقت تو پتہ نہیں چلا لیکن صبح نماز پہ آیا ہوں تو آواز ہی نہیں نکل رہی تھی، بالکل گلا بیٹھا ہوا تھا تو مجھے فکر تھی جمعہ کی اور اس سے پہلے میرے پروگرام تھے ٹیلی ویژن کے اور پھر بھی عربوں کے ساتھ مجالس، دوسری مجالس۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ذرا بیٹھی ہوئی آواز میں لیکن مطالب کی ادائیگی میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ میں یہ بیان اس لئے خصوصیت سے کر رہا ہوں کہ آواز پر اثر تو ہے مگر طبیعت پر کوئی بد اثر نہیں ہے، نہ جسم میں کوئی دکھن ہے، نہ بخار ہے، نہ کمزوری ہے اور گلا بھی اور چھاتی بھی سکون میں ہیں اس لئے بعض دوست جو خطبہ سن کے سوچ رہے ہوں گے کہ فوری طور پر فیکس دیں، طبیعت پوچھیں ان کو اس تکلیف کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کے فضل سے میں مطمئن ہوں اور اگر انہوں نے فیکس دیں تو پھر تکلیف ہوگی اس لئے یہ تکلیف نہ فرمائیں۔ اب جہاں تک اس مضمون کا تعلق ہے یہ بھی آپ کے لئے غیب کی بات تھی جسے حاضر کرنا تھا۔

اب میں خدا تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے سے متعلق بعض اور امور آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے گزشتہ خطبے میں بیان کیا تھا کہ جو کچھ پردہ غیب میں ہے وہ بہت زیادہ ہے کہ اس کی جو حاضر میں ہمیں دکھائی دیتا ہے اس سے کوئی نسبت نہیں۔ اور پردہ غیب میں صفات باری تعالیٰ بھی ہیں اور وہ صفات باری تعالیٰ رفتہ رفتہ منظر عام پر ابھرتی ہیں لیکن حسب ضرورت دو طرح سے ان میں ایک ارتقائی سفر دکھائی دیتا ہے۔ ایک وہ صفات جو آدم کے لئے ضروری تھیں، آدم کے سامنے بیان کی گئیں۔ جن کو موسیٰ کے وقت کی حاجت تھی وہ اس کے سامنے کھولی گئیں۔ اور وہ صفات جن کا بنی نوع انسان سے اجتماعی طور پر تعلق تھا اور انسان کی ضرورت کی آخری حدوں تک تعلق رکھتی تھیں وہ تمام صفات حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمادی گئیں۔ اور یوں گویا وہ خدا جو غیب میں تھا منظر عام پر ابھر آیا اور شاہد میں آگیا۔ لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی کچھ اور صفات نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے زاویہ نگاہ سے ہم پر ظاہر ہوتا ہے اگر آدم یہ سمجھتا کہ خدا کی یہی صفات ہیں تو فرشتے اس سے پہلے بھی یہی حق رکھتے تھے کہ اپنے تعلق میں خدا کی صفات کو جو سمجھ بیٹھے تھے انہی پر اکتفا کر جاتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے جو سلوک فرمایا ارتقاء نبوت کے ساتھ آدم کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا اور جو صفات اس پر ظاہر کی گئیں ان سے بہت زیادہ بعد کے انبیاء کو ملنی شروع ہوئیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سلسلہ اپنے نقطہ عروج کو پہنچا۔ لیکن اس کے باوجود یہ صفات پھر نظر سے غائب ہیں۔ یعنی ابھری ہیں، حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی ذات کے ساتھ ان کا ایک نہ ٹوٹنے والا دائمی رشتہ بن گیا اور ہمیشہ غیب کا خدا آپ کے لئے حاضر کا خدا بنا رہا اور ہمیشہ غیب کا خدا آپ کے لئے شاہد اور شہید بنا رہا۔ پس جس پر خدا سب سے زیادہ جلوہ شہادت ظاہر فرمائے یعنی اپنے غیب کو شہادہ میں نکال کر اس سے تعلق باندھے وہ سب سے بڑا شہید کہلانے کا مستحق ہے۔ پس یہ فرق ہمیں اس بات سے بھی سمجھ میں آجاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام گزشتہ انبیاء پر شہید فرمایا گیا۔ اس لئے یہ جو مضمون ہے یہ بہت گہرا اور اندر اندر بڑے گہرے اور لمبے وسیع رابطے رکھنے والا مضمون ہے۔

آدم سے لے کر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک خدا کا غیب سے شاہد میں نکلنے چلے آنا جاری رہا اور

وہ مضامین بیان فرما دئے گئے آپ پر کھول دئے گئے کس طرح خدا ظاہر ہو گا یا ہوتا ہے لیکن یہ سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اگر یہ سلسلہ بند ہو تو ویسی ہی بات بن جائے گی جیسے ختم نبوت کا غلط معنی سمجھا جاتا ہے اللہ بھی ختم اور نبوت بھی ختم۔ جو مضامین روشن ہو جائیں ان کے معانی جاری رہتے ہیں۔ جو ایک سمت میں حرکت ہے وہ نہیں رکتی۔ اس تعلق میں یہ بات خاص طور پر دھیان میں لانے کی ضرورت ہے کہ اللہ نے قرآن کریم میں جو اپنی صفات بیان فرمائیں ان میں ایک یہ بھی تھا کہ ہم وقت کے اوپر خزانے اتارتے ہیں جب ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ تعارف تو مکمل ہوا لیکن یہ کہنا کہ خدا نے وہ خزانے ہمیشہ کے لئے اتار دئے اور مزید خزانے باقی نہیں رہے یہ غلط ہے۔ اور یہ وہ مضمون ہے جس کا وقت کے ساتھ تعلق ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔

خدا تعالےٰ وقت کا خالق ہے وقت کا پابند نہیں ہے۔ وقت خدا کو اپنا محکوم نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ خدا خالق ہے اور وہ مخلوق ہے۔ اس لئے جہاں تک زمانے کے جاری رہنے کا تعلق ہے یہ خدا تعالےٰ کی صفات کی جلوہ گری ہے نہ کہ ان صفات میں تبدیلی کا مظہر۔ اس کی جلوہ گری کے نتیجے میں زمانہ تبدیل ہوتا ہے اور زمانے میں تبدیلی ہمیں وقت کا احساس دلاتی ہے اور زمانے کی تبدیلی کے حوالے سے ہم کہتے ہیں خدا اب یوں جلوہ گر ہوا اور پہلے یوں جلوہ گر ہوا تھا اور آئندہ یوں جلوہ گر ہو گا مگر عالم موجودات میں سب کچھ خدا کی نظر میں موجود ہے اور اس کی ذات پر زمانے کی تبدیلی نہیں ہو رہی۔ پس حوالہ جب آدم کا دیا جاتا ہے یا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دیا جاتا ہے یا آئندہ زمانوں کا تو دراصل خدا وقت کا پابند نہیں بلکہ ایک عالم بسیط میں وہ پھیلا ہوا عالم ہے جو وقت سے بالا ہے اس میں اپنی جلوہ گری دکھاتا ہے اور جب دیکھنے والے ایک زاویے سے دیکھتے ہیں تو دوسرے زاویے سے دیکھنے والوں سے اپنے آپ کو بہتر حالت میں پاتے ہیں مگر چیز نہیں بدلتی۔ منظر وہی ہے۔ صفات باری تعالےٰ اسی طرح ہیں۔

یہ وہ خدا تعالےٰ کی صفات کا ظہور ہے جو ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ اب صفات کا سفر ختم ہو چکا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ صفات کا سفر شروع ہو چکا ہے۔ وہ صفات باری تعالےٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ظاہر فرمائی گئیں وہ نئی نئی کھڑکیاں ہیں جو کھولی گئی ہیں یا نئے دروازے ہیں جو کھول دئے گئے ہیں۔ ان سے پرے جو مناظر دکھائی دیتے ہیں وہ لامتناہی ہیں اور کسی وقت بھی ختم نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان میں سفر جاری رہنا چاہئے۔ ان کھڑکیوں میں سے یہ جو کھول گئی کہ زمین اپنے خزانے اگلے گی اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ یہ جو عالم الغیب نے بات بیان فرمائی اس کے شواہد ہم کتنے دیکھ چکے ہیں اور دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے چلے جائیں گے اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہو گا یہاں تک کہ خدا کے نزدیک اس کائنات کی اجل مسمّٰی آ جائے، یہ جاری و ساری سلسلہ ہے۔

پس وقت کے حوالے سے ماضی کا خدا اور حال کا خدا اور مستقبل کا خدا وہی رہتا ہے جو تھا، جو ہے جو ہو گا لیکن دیکھنے والوں کے نزدیک اس کی ذات میں بظاہر وسعت ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ تو اس پہلو سے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے "وانا لموسعون" ہم وسیع نہیں ہو رہے "انا لموسعون" ہم وسعتیں عطا کر رہے ہیں اور جن کو وسعتیں عطا ہوتی ہیں ان کو یوں لگتا ہے جیسے اللہ وسیع ہو رہا ہے۔ یہ ایک نسبتی چیز ہے اور اس کے نتیجے میں یہی محسوس ہوتا ہے۔ اب ہم اپنے علم میں بڑھ رہے ہیں خدا تعالےٰ کے تعلق میں اور خدا کی کائنات کے تعلق میں، خدا تعالےٰ تو نہیں بڑھ رہا۔ خدا تعالےٰ تو ابھی بھی اکثر غائب میں ہے، اس کی چھوٹی سی جلوہ گری ہمارے سامنے آئی ہے لیکن ہم ماضی کے انسان کے حوالے سے بڑھ رہے ہیں خدا کے حوالے سے نہیں بڑھ رہے اور خدا کسی حوالے سے بھی نہیں بڑھ رہا، وہ ہمیشہ سے جیسا تھا ویسا ہے، ویسا رہے گا۔

پس اس تعلق میں جو تحقیق کا سفر ہے جو پردہ غیب سے پردہ شہود میں ابھرنے کا سفر ہے وہ ہمیشہ جاری رہنا چاہئے اور اس یقین کے ساتھ جاری رہنا چاہئے کہ کبھی ختم ہو نہیں سکتا۔ جہاں خاتمیت کا غلط معنی دماغ میں آیا وہیں فیض کے دریا بند ہو گئے۔ خاتمیت کا حقیقی معنی فیض کا لامتناہی طور پر جاری رہنا ہے اور خاتمیت کا حقیقی معنی یہ ہے کہ اس چوکھٹ سے پرے کسی اور فیض کی ضرورت نہیں۔ اور یہی مضمون خدا تعالےٰ کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے سمجھ آتا ہے۔ خاتم وہ ذات ہے جس پر خدا نے اپنی ان صفات کو ختم فرما دیا جو پہلے کسی نبی پر ختم نہیں کی گئی تھیں لیکن نہ صفات باری تعالےٰ ختم ہوئیں نہ ان کا فیض ختم ہوا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ نے جو خدا سے سیکھا اس کا فیض ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہے۔ یہ حقیقی معنی ہے اس کے علاوہ جس نے جو کہنا ہے کہے، جو سوچیں سوچے سب جہالت کی باتیں ہیں۔ عرفان کی بات وہی ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی صفات لامتناہی اور انسان کے تعلق میں اس کی آخری حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر روشن فرما دی گئی۔ اور پھر آخری حد کے باوجود وہ سفر جاری و ساری ہے۔ اس کے باوجود خدا غیب میں چلا گیا ہے اور وقتاً فوقتاً غیب میں جاتا رہتا ہے۔ اور زمانہ اس نسبت سے کبھی خدا کو تھوڑا سا شاہد دیکھتا ہے کبھی پھر غائب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہ وہ صفت ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ صفات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جلوہ گر ہوئی تھیں اس پہلو سے بھی ابھی ان میں سفر باقی ہے اور بہت بڑا سفر باقی ہے کہ ان کی اکثریت کی کنہ کو انسان نہیں سمجھ سکا اور اکثریت نے خدا کی ذات میں سفر نہیں شروع کیا۔ اب غیب ایک مضمون ہے جو خدا تعالےٰ کی صفت نہیں ہے۔ لیکن شہادہ ایک ایسا مضمون ہے جس میں حدیث میں شہید کو خدا تعالےٰ کے ناموں میں داخل فرما لیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ نے اپنے آپ کو غائب کہیں نہیں کہا لیکن شہید فرمایا ہے۔

> خاتم وہ ذات ہے جس پر خدا نے اپنی ان صفات کو ختم فرما دیا جو پہلے کسی نبی پر ختم نہیں کی گئی تھیں لیکن نہ صفات باری تعالےٰ ختم ہوئیں نہ ان کا فیض ختم ہوا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ نے جو خدا سے سیکھا اس کا فیض ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہے

اس پر جب میں نے غور کیا کہ کیوں بظاہر ایک ہی آیت کے دو جز ہیں ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا گیا ہے اور ایک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اسماء الٰہی میں داخل فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں تک خدا کی غیبوبیت کا تعلق ہے بحیثیت غیب کے اس کو نظر پہنچ ہی نہیں سکتی۔ جب تک وہ شہادت میں نہ آئے ہم اسے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے "لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار" کہ بصائر اس تک نہیں پہنچ

سکتیں ہاں وہ خود منصۂ شہود پر ابھر کر بصائر تک پہنچتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر چونکہ خدا سب سے زیادہ روشن ہوا تھا اس لئے آپ نے اس باریک فرق کو پیش نظر رکھا ہے۔ ورنہ ایک عام انسان جو اپنے نفس سے تفسیر کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ عالم الغیب بھی ہے عالم الشہادہ بھی ہے۔ اگر وہ شہید ہے تو پھر غائب بھی ہے لیکن جہاں تک مخلوقات کا تعلق ہے وہ غائب نہیں ہے۔ یہ مضمون ہے کیونکہ اگر وہ غائب ہو جائے تو پھر مخلوق سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اس لئے وہ شہید ہے۔ اور جن معنوں میں وہ غائب ہے ان معنوں میں ہم اس کو پہنچ ہی نہیں سکتے جب تک وہ شہید نہ بن جائے، جب تک وہ شاہد ہو کر نہ ابھرے۔ پس اس لحاظ سے خدا تعالیٰ کی شہادت کا جلوہ ہی ہے جس کا بنی نوع انسان کے مصالح سے تعلق ہے اور جس تک بنی نوع انسان کی کچھ پہنچ ہے۔ آگے کی سب باتیں وہ ہیں جن کو جب خدا جس مخلوق پر چاہے گا اسے ظاہر فرمائے گا۔ لیکن جو ظاہر فرما چکا ہے اس سے بھی ہم آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ یہ وہ مشکل بات ہے جس کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔ جب خدا پردہ غیب میں ہوتا ہے تو پردہ غیب میں رہتے ہوئے آپ سے صرف نظر نہیں فرماتا۔ لیکن آپ جب پردہ غیب میں جاتے ہیں تو خدا سے صرف نظر کر جاتے ہیں۔ یہ فرق ہے بندے کے غیب میں جانے اور خدا کے غیب میں جانے کا۔

اللہ تعالیٰ غیب سے آپ کی حفاظت فرما رہا ہے۔ غیب سے آپ پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو دکھائی نہیں دے رہا اور پھر بھی وہ آپ کے قریب قریب ہے، کبھی بھی آپ سے دور نہیں ہٹا۔ لیکن آپ جب خدا کے مقابل پر غیب میں چلے جاتے ہیں تو خدا سے دور ہٹ جاتے ہیں۔ اور یہی وہ بات ہے جو گناہ پر انسان کو آمادہ کرتی ہے۔ اس پہلو سے اس غیب اور شہادہ کے مضمون کو انسانی اور خدائی تعلق میں خوب اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کے تعلق میں یاد رکھیں کہ اس کا غیب میں جانا ایک پہلو سے عظیم رحمت ہے کیونکہ ایک ایسی ذات جو اپنے رعب میں درجہ کمال کے تصور سے بھی زیادہ بلند تر نظر آئے ہمارا جو درجہ کمال کا تصور ہے وہ ناقص ہے اس لئے میں نے کہا کہ درجہ کمال کے تصور سے بھی بلند تر دکھائی دے رہی ہو۔ ایسی ذات اگر ہر وقت شاہد رہے ان معنوں میں کہ ہم بھی اس کو محسوس کر رہے ہوں کہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہے تو اسی صورت میں صرف وہ نعمت بن سکتی ہے اگر ہم بعینہٖ اس سے ہم مزاج ہو چکے ہوں۔ اگر ہم مزاج نہ ہوں تو بہت بڑی سزا ہے اور ہر وقت کی ایک مصیبت ہے۔ ایک آدمی جس کا دل شرارت کی طرف مائل ہے اگر ہر وقت استاد ڈنڈا لیکر اس کے سامنے کھڑا ہے ایسے طالب علم کے سامنے تو اس کے لئے تو وہ جہنم بن جائے گی۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا بندے سے غائب ہو جانا اس پر بہت بڑا احسان ہے لیکن ایسا غائب نہیں ہوتا کہ اس کے حالات سے غافل ہو جائے۔ اس پر نظر جو رکھتا ہے اور اس کی غیبوبیت ہی ہے جو دراصل اپنی جلوہ گری میں ہمیں اختیار بخشتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”من شاء فلیومن و من شاء فلیکفر“ تو یہ اس کی غیبوبیت کی وجہ سے ہے۔ اگر حاضر ہو تو ”من شاء“ کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ پھر ایک تقدیر مبرم ہے جو ہمیشہ جاری و ساری رہے مجال نہیں انسان کی کہ اپنی چاہت سے کچھ کر سکے۔

پس وہ وجود، وہ کامل وجود یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب خدا کے سامنے شہادہ میں آ گئے تو پھر ہمیشہ رہے۔ یہ آپ کی جنت تھی اس لئے کہ آپ خدا کی صفات سے ہم آہنگ ہو چکے تھے۔ اب اگر کسی کی صفات سے انسان ہم آہنگ ہو جائے تو اس کی غیبوبیت لعنت بن جاتی ہے اور اس کا حاضر ہونا نعمت ہو جاتا ہے۔ اس پہلو سے آپ دیکھیں کہ ضروری نہیں کہ وہ عشق ہو جس کو شعراء عشق کہتے ہیں ہم مزاج لوگوں سے ایک طبعی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایک ایسا عشق ہے جس کی معین تعریف کرنا مشکل کام ہے۔ لیکن یہ جذبہ بڑھ کر ایک غیر معمولی شدت کے جذب کے جذبے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جذب یعنی کھینچنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور ایسے آدمی کے ساتھ آپ رہیں جس کے ساتھ ہم آہنگی ہو تو طبیعت کو سکون ملتا ہے اور ہم آہنگی نہ ہو تو طبیعت میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ لوگ کہہ دیتے ہیں جی ہمیں تو اس سے الرجی ہو گئی ہے۔ وہ سامنے آئے تو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس میں خونی رشتے کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے نہ خونی رشتے کی محبت کا اس سے تعلق ہے نہ شاعرانہ عشق سے اس کا تعلق ہے۔ یہ ایک گہرا فطرت کا معاملہ ہے اور اس فطری تعلق میں خدا تعالیٰ کے غیب اور حاضر ہونے کے مضمون کو آپ سمجھیں تو پتہ چلے گا کہ ہماری اکثریت انسان کی ایسی ہے کہ اگر ان کے لئے خدا ہمیشہ شاہد رہتا تو ان کا اختیار بھی ہاتھ سے نکل جاتا۔ کیونکہ ان کے اختیارات میں ہماری امکانات اس بات کے تھے کہ وہ ذرا اپنی خواہش کے زمی کے اختیار کو استعمال کریں۔ پھر وہ بے اختیار ہو گئے۔ جب ہر وقت ایک کامل وجود ایک بارعب وجود سر پہ کھڑا ہو۔ اختیار کہاں رہا۔ تو یہ اندھیرے ہیں غیب کے جن میں ہم ڈوبتے ہیں اور خدا غائب ہو جاتا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں غائب ہو گیا اور ہے موجود۔ کیونکہ خدا ہر غیب کا واقف ہے اس لئے ایسا ہی ہے جیسے بلی کے ڈر سے کبوتر آنکھیں بند کر لے۔ وہ غائب ہو جاتا ہے لیکن بلی کی نظر میں رہتا ہے۔ انسان جب گناہوں پر آگے بڑھتا ہے تو یہ غیبوبیت تاریکی اختیار کر جاتی ہے۔ شروع میں یہ غیب ہے یعنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں آنکھیں کھولے تو دیکھ بھی سکتا ہے روشنی نہیں ہٹتی لیکن جب انحراف کرتے ہوئے، پیچھے ہٹتے ہوئے وہ اندھیرا کھوہوں میں ڈوب جاتا ہے، ایسے کونوں میں غائب ہو جاتا ہے جہاں روشنی پہنچتی نہیں پھر اس پر اندھیرے مسلط ہو جاتے ہیں۔ پھر خدا اس سے ایسا غائب ہو جاتا ہے کہ خدا سے تعلق کے اس کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ خدا پھر بھی اسے دیکھ رہا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ پہلے یہ بیان فرماتا ہے کہ یہ احساس تمہیں ہونا چاہئے کہ وہ تمہارے لئے غیب تو ہے لیکن موجود بھی ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ احساس ہے جو گناہ سے نجات بخش سکتا ہے۔ اس احساس کے بغیر گناہ سے نجات کا تصور محض ایک بچگانہ کہانی ہے۔ یعنی مسیح ہماری خاطر قربان ہو گئے اور گناہ بخشے گئے، نہایت ہی جاہلانہ کہانی ہے۔ قرآن کا مضمون جو حقیقت میں ایک عارفانہ مضمون ہے جس کا انسانی فطرت سے اور خدا کی صفات سے گہرا تعلق ہے۔ پس اس پہلو سے یاد رکھیں کہ گناہ سے بچنے کا جو اصول قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے وہ ہے ”یخشون ربہم بالغیب“ باوجود اس کے کہ اللہ نے ان کی سہولت کی خاطر اپنے جلووں کو مدہم کر دیا ہے اور وہ ایک قسم کے سائے میں بھی زندگی بسر کرتے ہیں لیکن یہ سائے ان کے اندھیروں میں نہیں بدلے۔ کیونکہ سائے اگر اندھیروں میں بدل جائیں تو پھر ٹھوکر ہی ٹھوکر ہے پھر قدم قدم پر لغزش ہے پھر ہلاکت کے گڑھے میں بھی انسان گر سکتا ہے۔ لیکن سائے اگر سائے رہیں وہ طمانیت تو عطا کرتے ہیں۔ آنکھوں کا نور نہیں لے جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ سائے میں رہتے ہیں غیب کے لیکن ”یخشون ربہم“ اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ وہ ہمیں دکھائی نہیں دے رہا مگر ہے ضرور کہیں۔

اور امر واقعہ یہ ہے کہ غیب ہوتے ہوئے دیکھنا یہ اس لئے بھی

بڑا ضروری ہے کہ کسی چیز کا اندرونہ ظاہر ہو جائے۔ آپ لوگوں میں بعض نے شاید وہ نیچر کی فلمیں دیکھی ہوں۔ نیچر کی فلموں میں جو لوگ ماہر فن ہیں سب سے اچھی فلم بنانے والے وہ ہیں جو اس طرح فلم بناتے ہیں کہ جانور کو یہ نہ پتہ ہو کہ ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے۔ جب جانور کو یہ یقین ہو جائے کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا پھر اندر سے اس کی ساری صفات کھل کے باہر نکل آتی ہیں اور جب تک صفات باہر نہ نکل آئیں اس کے خلاف شہادہ نہیں ہو سکتی پس باوجود اس کے کہ اللہ غیب کا علم رکھنے والا ہے، بندے کے اندرونے کے خلاف اس کے اندرونے کی شہادت نہیں دے گا۔ اس لئے فرمایا تمہاری جلدیں بولیں گی۔ یعنی تمہارے گناہوں کو کھل کر باہر آنے کا موقع ملے گا اور وہ تمہارے دکھائی دینے والے اعضاء میں ظاہر ہو جائیں گے۔ یہ تبھی ممکن ہے اگر انسان خدا کو غیب سمجھ رہا ہو اور وہ موجود ہو۔ تو پھر جو غیب ہے اور موجود ہے وہ سب سے زیادہ رازوں کا واقف بن جاتا ہے اور اگر خطرہ بھی ہو کہ شاید کوئی دیکھنے والی آنکھ ہو تو انسان محتاط ہو جاتا ہے، جانور محتاط ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ جتنا بھی یہ جاسوسی کا نظام ہے اس میں آلے ایسی جگہوں پر نصب کئے جاتے ہیں اور اس طریق پر نصب کئے جاتے ہیں کہ جس کی جاسوسی کی جارہی ہے اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا کہ میں دیکھا جا رہا ہوں اور میری تصویریں اتاری جا رہی ہیں اور یہ انظام ہے جو اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہارا گردیا کسی کونے میں، کسی اندھیرے میں ڈوب جاؤ، ہر جگہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تمہارا ریکارڈ مکمل کیا جارہا ہے اور ایسے فرشتے مقرر ہیں جو ان چیزوں کو ایک کتاب میں ڈھالتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ وہ ULTIMATE کمپیوٹر کا تصور ہے جس سے آگے کسی کمپیوٹر کا تصور ہو نہیں سکتا۔ کمپیوٹر میں دو خوبیاں ہونی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ وہ متعلقہ مضمون کے ہر پہلو کو ہر لحاظ سے COVER کرے، اس کو ڈھانپ لے، اس کا دائرہ لے لے۔ اور دوسری اس میں خوبی یہ ہونی چاہئے کہ وہ بہت تیزی کے ساتھ، بوقت ضرورت مطلوبہ اعداد و شمار کو سامنے لے آئے۔ اب یہ دو باتیں ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی شہادت کا جلوہ ہی ہے جس کا بنی نوع انسان کے مصالح سے تعلق ہے اور جس تک بنی نوع انسان کی کچھ پہنچ ہے۔ آگے کی سب وہ باتیں ہیں جن کو جب خدا جس مخلوق پر چاہے گا اسے ظاہر فرمائے گا

ابھی چند دن ہوئے ہمارے ریسرچ گروپ کی ایک خاتون نے مجھ سے سوال کیا کہ وہ جو آپ نے ہمارے سامنے بعض باتیں بیان کی ہیں اور کتاب ایک تھی جو ان کی نظر سے بھی گزری تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ ہر زمانے کی ایجادات کا قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ حیرت میں انسان ڈوب جاتا ہے۔ کوئی ایجاد سوچی نہیں جاسکتی جس کی بنیاد قرآن کریم میں دکھائی نہ دے، کیا کمپیوٹر کا بھی ذکر ہے۔ تو میں نے کہا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ نہ ہو لیکن اس کا جواب میں بعد میں دوں گا تو اب وہ اگر سن رہی ہوں یہ خطبہ تو میں ان کو بتا رہا ہوں کہ کمپیوٹر میں دو صفات ہونی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ متعلقہ مضمون کی تمام تر معلومات اس میں مہیا ہوں اور ایسے طریق پر مہیا ہوں کہ بلا تاخیر فوراً وہ نظر کے سامنے آ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کمپیوٹر کا ذکر قرآن کریم میں یوں فرمایا ہے۔ ایک موقعہ پر فرماتا ہے۔ "وما لھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا" یہ عجیب کتاب ہے کتاب سے مراد کمپیوٹر ہے یہاں یعنی الٰہی کمپیوٹر جو ظاہری طور پر نہ وہ کتاب ہے نہ وہ مادی چیز ہے۔ پہلے زمانوں میں جس کو ہم رجسٹر کہا کرتے تھے آج کل کی اصطلاح میں اسے کمپیوٹر کہہ دیتے ہیں۔ فرمایا "مالھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا" یہ عجیب قسم کی چیز خدا نے ایجاد کرلی ہے کہ نہ ادنیٰ چھوڑتی ہے، نہ بڑا چھوڑتی ہے، ہر چیز کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ایک ذرہ بھی اس کے احاطہ تقدیر سے باہر نہیں۔ اور جہاں تک اس کی سرعت کا تعلق فرماتا ہے "واللہ سریع الحساب" کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر حساب میں سریع ہے ہی کوئی نہیں اب قرآن کریم میں سریع الحساب کا مضمون ملتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ دوسری کتابوں میں نہیں ملتا۔ بہت سے ایسے پہلو ہیں قرآن کریم کے جن کا حسن موازنہ کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے ورنہ پتہ ہی نہیں چلتا۔ نہ بائبل میں نہ کسی اور کتاب میں خدا کے حساب دان ہونے کا اور سب سے تیز تر حساب دان ہونے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ تو سریع الحساب اس کمپیوٹر کی صفت ہے جو خدا کی تقدیر نے بنا رکھا ہے اور کمپیوٹر کو پڑھنے والا ایک چاہئے۔ کمپیوٹر میں اگر اس تیز رفتاری کے ساتھ اعداد و شمار مہیا کرنے کی صلاحیت موجود ہو جس تیز رفتاری سے پڑھنے والا چاہتا ہے تو پھر وہ صحیح اور مقتضائے حال کے مطابق ہے یعنی اس کے بغیر وہ ناقص ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سریع الحساب کے ساتھ کس کتاب کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ کسی چیز کو چھوڑتی نہیں ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو جب کسی عدد کی ضرورت ہو بندے کو دکھانے کے لئے یا کسی اور کو بتانے کے لئے کہ دیکھو یوں باتیں ایسی ہوئی تھیں۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ اس کتاب سے جس میں سب کچھ ہے بلا تاخیر سب کچھ نکال لیتا ہے۔ اور قیامت کے دن جب کوئی بندہ کہے گا جی میں نے تو نہیں ایسا کیا۔ اللہ کہے گا یہ دیکھو کوئی تاخیر ہی نہیں اس میں۔ پس عالم الشہادہ کا بھی ایک معنی اس سے ہماری سمجھ میں آگیا۔

شہادہ کا ایک مطلب ہے گواہی دینا۔ تو گواہی کی کائنات کا بھی وہی مالک اور عالم ہے اور گواہی دینا بھی اسی کو آتا ہے اور گواہی مہیا کرنا بھی اسی کو آتا ہے۔ پس یہ وہ خدا ہے جس کا تصور اگر واضح ہوتا چلا جائے انسان پر اور قرآن کریم کے حوالے کے بغیر یہ تصور از خود واضح ہو ہی نہیں سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات پر غور کئے بغیر اس تصور تک رسائی ناممکن ہے۔ مگر اگر یہ ہو تو پھر ان میں ڈوبنے کے بعد یہ مضامین ابھرتے ہیں اور پھر انسان کو سمجھ آتی ہے کہ گناہ سے بچنے کا اصل طریق کیا ہے۔ یہ احساس زندہ رہے اور یہ احساس انسان سے غائب نہ ہو کہ خدا غائب ہوتے ہوئے ہمیں وہاں سے دیکھ رہا ہے جہاں سے ہم اسے نہیں دیکھ رہے یہ وہ لوگ ہیں جو شیطان سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور جب وہ خدا سے غائب ہوتے ہیں تو ان کا پھر کیا تناظر ہے وہ کس شکل میں ابھرتے ہیں۔ ان کے متعلق بھی قرآن کریم ذکر فرماتا ہے۔ کہتا ہے شیطان ان کو وہاں وہاں سے دیکھ رہا ہے جہاں سے وہ شیطان کو نہیں دیکھ رہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں۔ خدا کے تعلق میں یہ مضمون بنے گا کہ خدا کی خیر سے محروم رہ گئے۔ کیونکہ خدا کا دیکھنا اور اس کا قریب ہونا خدا کی خیر کو قریب تر کرنے کے مترادف تھا۔ جو اس سے غائب ہو گیا وہ خیر سے، ہر اچھی چیز سے غائب ہو گیا۔ اور شیطان اس کو دیکھ رہا ہے، وہ نہیں دیکھ رہا۔ اس

کا مطلب یہ ہے کہ ہر پہلو سے وہ شر کے قریب آگیا ہے کیونکہ شیطان کا دیکھنا شر کی نیت سے ہے اور اس کا شیطان کو نہ دیکھنا بے وفا ہونے کے معنے رکھتا ہے۔ ایک حملہ اگر آپ کو دیکھ رہا ہے اور آپ نہیں دیکھ رہے تو پھر تو آپ ہر وقت خطرے کی حالت میں ہیں۔ تو یہ ہے قرآن کریم کا نظام جو خدا تعالیٰ کی صفات کو کس طرح ادل بدل کر مختلف پہلوؤں سے پھیر پھیر کر بیان کرتا ہے اور انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ چھوٹی سی کتاب دکھائی دیتی ہے مگر ہر چیز کے ہر پہلو کو بیان فرما رہی ہے۔

تو عالم الغیب خدا سے یہ تعلق باندھیں کہ اس کا غیب ہونا آپ کے لئے رحمت کا سایہ تو بنا رہے لیکن تاریکیاں پیدا نہ کرے۔ اور تاریکیاں تب پیدا ہونگی اگر آپ اس سے دور ہٹ کر خود غیبوبیت اختیار کریں۔ اور اگر آپ خدا سے غائب ہونا چاہیں گے تو خدا کی پکڑ کی نظر سے اور پکڑ کی دسترس سے تو آپ غائب نہیں ہو سکتے مگر شیطان کی پکڑ کی دسترس میں داخل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کا نام ظلمات پر ظلمات ہے۔ آپ اندھیروں پر اندھیروں میں ڈوب جاتے ہیں۔ پس یہ کوشش کرنا کہ ہم خدا تعالیٰ کی نظر کے احساس میں رہیں اور "یخشون ربھم بالغیب" کے تحت آئیں یہ اس زمانے کے سارے مسائل کا علاج ہے۔ کیونکہ انسان جو دن بدن گناہوں میں ڈوب رہا ہے وہ خدا سے غائب ہونے کے نتیجے میں ڈوب رہا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا کہ عالم الغیب ہے وہ جہاں مرضی غائب ہو جائے پھر بھی ہمیشہ خدا کی نظر میں رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون پر بعض اور آیات کے تعلق میں ایک سلسل روشنی ڈال رہے ہیں۔ اسی میں سے میں نے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا تھا اور پھر ان امور کی طرف توجہ مبذول ہوئی۔ اب یہ سفر کرنے کے بعد میں واپس اس حصے کی طرف آتا ہوں۔ فرمایا:

"وہ عالم الشہادہ ہے یعنی کوئی چیز اس کی نظر سے پردے میں نہیں ہے۔ یہ جائز نہیں کہ وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو"

"یہ جائز نہیں کہ وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو" یہ کیا معنی ہیں "جائز نہیں" صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کسی بھلائی میں کمی آجاتی ہے اور خدا کے درجہ کمال پر حرف آتا ہے اور کوئی شر کا پہلو ظاہر ہوتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہر علم پر ہمیشہ حاضر کی طرح مسلط رہنا اس علم کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ خیر ہے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ اس عالم میں کوئی رخنہ نہیں آئے گا۔ اگر یہ نہ ہو تو کائنات کا نظام از خود جاری رہ ہی نہیں سکتا۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے کہ اتنا بڑا انتظام ایک خود طبعی حرکت کی صورت میں رواں دواں ہے اور کوئی تصادم نہیں ہے اور اگر سفر کو ہم دیکھتے ہیں تو وہ CHAOS سے تنظیم کی طرف جاری ہے۔

اور جس کو ہم CHAOS سمجھتے ہیں وہ بھی ہمیں دکھائی دیتا ہے لاعلمی کے نتیجے میں CHAOS مگر CHAOS کہتے کہتے ہیں ہے۔ CHAOS کہتے فساد کو، کسی چیز کے درہم برہم ہونے کو، کسی چیز کے غیر منضبط ہونے کو، کوئی قانون نہ چل رہا ہو، اندھیر نگری ہو، اندھیر نگری اور چوپٹ راجہ والا مضمون اس کو CHAOS کہا جاتا ہے۔ سائنس دان بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں اس وجہ سے کہ وہ جانتے ہیں کہ CHAOS کا تنظیم میں بدلنا کسی بیرونی طاقت کو چاہتا ہے اور ایک منظم کو چاہتا ہے ورنہ تنظیم از خود CHAOS سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اب اس ضمن میں بہت بڑے بڑے کمپیوٹرز کے ذریعے وہ یہ

ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ CHAOS سے اتفاقاً نظم و ضبط بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور وہ مضامین آپ پڑھیں تو پتہ لگتا ہے کہ کیسی بچگانہ حرکت ہے، خدا سے دور ہٹنے کی۔ اس سے انکار کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں لیکن کوئی پیش نہیں جا رہی۔ کیونکہ اب سائنس ان مضامین میں داخل ہو چکی ہے جہاں خدا دکھائی دینا چاہئے اور یہ بھی ایک غیب کے سفر کا لطف ہے۔

جب آپ غیب سے حاضر کی طرف سفر کرتے ہیں خواہ سفر کسی سمت میں بھی ہو، خواہ وہ مادی دنیا کی تحقیق کا ہی سفر ہو۔ ہر ایسا سفر جہاں آپ غیب سے حاضر کی تلاش میں آگے بڑھتے ہیں وہ آپ کو خدا کے قریب لے جاتا ہے اور یہی مضمون ہے جو قرآن کریم ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے "اینما تولوا فثم وجہ اللہ" لوگ سمجھتے ہیں یہاں صرف مشرق و مغرب مراد ہیں، ہرگز نہیں۔ کہ تمام کائنات میں ہر جہت سے جس قسم کا بھی آپ سفر اختیار کریں آگے خدا کو پائیں گے۔ یہ سفر نیکی کا ہی ہونا ضروری نہیں بدی کے سفر میں بھی آگے خدا کو پائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مثال بیان فرماتا ہے ان لوگوں کی جو مادہ پرست ہیں اور دنیا کی لذات کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کرتے چلے جائیں پیروی ان کی آگ بھڑکتی چلی جائے گی جیسے سمندر کا پانی پیاس نہیں بجھا سکتا ان کی پیاس بجھے گی نہیں بھڑکتی چلی جائے گی اور ایک سراب ہے جس کی طرف وہ سفر کر رہے ہیں اور جہاں وہ سمجھتے ہیں پانی ہے وہاں پہنچتے ہیں تو پانی اور آگے چلا جاتا ہے۔ آخر پر اللہ فرماتا ہے جب یہ سفر ختم ہوگا تو وہاں خدا کو پائیں گے۔ تو اس لئے کوئی یہ کہے کہ جی یہ تو نیکی کے سفر میں خدا ملتا ہے بدی میں کیسے مل گیا۔ دراصل شیطان کی حقیقت اپنی ذاتی کوئی نہیں ہے۔ ہر چیز کا آخر خدا ہے۔ اول والآخر کا ایک یہ بھی مفہوم ہے۔ جہاں سے آپ نے سفر شروع کیا وہاں خدا ہے وہ سفر جہاں انجام کو پہنچے گا وہاں خدا ہوگا اور شیطان سراب ہے اصل میں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی یہی تعریف فرمائی ہے۔ فرماتا ہے وہ تم سے دھوکے کے وعدے کرتا ہے ان میں کچھ بھی نہیں غرور کے سوا تم سے اور کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ اور غرور کہتے ہیں فرضی کہانیوں کو جن میں کوئی حقیقت نہ ہو، ایسے وعدے جو سبز باغ دکھانے والے ہوں جب کہ سبز باغ ہو کوئی نہ۔ اسی لئے شیطان کا نام خدا تعالیٰ نے "غرور" رکھا ہے یعنی ایسا دھوکے باز جو دھوکے کے وعدے کرتا ہے اور اصل چیز ہے ہی کچھ نہیں اس کے پاس، اس کے پاس گناہ کی لذت بھی نہیں ہے وہ بھی انسان اللہ کے نظام سے چوری کر کے لیتا ہے۔ تو فرمایا آخر پر جب وہاں پہنچے گا تو خدا ہی دکھائی دے گا خدا کے سوا کچھ بھی نہیں۔

> **عالم الغیب خدا سے وہ تعلق باندھیں کہ اس کا غیب ہونا آپ کے لئے رحمت کا سایہ تو بنا رہے لیکن تاریکیاں پیدا نہ کرے اور تاریکیاں تب پیدا ہونگی اگر آپ اس سے دور ہٹ کر خود غیبوبیت اختیار کریں**

پس ہر حرکت جس سمت میں بھی ہو خدا کے قریب لے جاتی ہے۔ اس دور میں اب سائنس دان داخل ہو چکے ہیں۔ جب ان کو خدا کی قربت سے خوف آنے لگا ہے۔ گھبرانے لگے ہیں کہ ہم تو جس سفر میں خدا کو مدتوں پیچھے چھوڑ آئے تھے آگے پھر وہی۔ اس مصیبت سے نجات پانے کے لئے وہ بہانے بنا رہے ہیں اور کچھ پیش نہیں

جاتی۔ یہ CHAOS والا مضمون ہے۔ میں نے پڑھا ہے یعنی کتاب تو مجھے نہیں پتہ لیکن بہت بڑا آرٹیکل ایک چھپا ہے ایک کمپیوٹر سپیشلسٹ کا۔ اس نے بڑے بڑے کمپیوٹر کے ذریعہ بڑا بھاری حساب دان ہے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ CHAOS اتفاقاً، اتفاقی حادثات کے نتیجے میں ایک نظم و ضبط میں بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اب وہ جو اعلانات ہوتے ہوئے لگے ہوئے ہیں مضمون کے اوپر بڑے دھوکے دینے والے ہیں، ایک سادہ آدمی، عام آدمی جس نے ان باتوں کا پتہ نہیں پڑھے گا تو کہے گا کہ دیکھو جی ثابت ہو گیا کسی خدا کی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ مضمون میں خود دراصل اپنے دھوکے کو ننگا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور یہ بات ماننے پر مجبور ہے کہ جتنے بھی POSSIBLE مختلف رستے ہیں۔ امکانی، ان میں سے جو رستے واقعتاً سامنے نظر آ رہے ہیں اگر ان کے مطابق کمپیوٹر بنایا جائے تو جتنی دیر کی CHAOS کو نظم و ضبط میں یا افراتفری کو نظم و ضبط میں تبدیل ہونے کے لئے چاہئے اس کے لئے جو زمانے کا ہمارا تصور ہے اس سے لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ وقت چاہئے۔ اور وہ بھی غلط ہے کیوں کہ واقعہ یہ ہے کہ نظم و ضبط کا سفر ہمیشہ بے نظمی کی طرف ہوتا ہے اور بے نظمی کا سفر نظم و ضبط کی طرف نہیں ہوا کرتا سوائے اس کے کہ کوئی منتظم بے نظمی کو نظم میں تبدیل فرما دے۔

یہ ایک ایسی شہادت ہے جس سے آنکھیں بند کرنا سب سے بڑی جہالت ہے۔ کمپیوٹر کا کیا ہے اس میں جو چیزیں FEED کر دو گے ویسی چیزیں نکال لو لیکن اس کے باوجود وہ باتیں نہیں نکل رہیں جو اپنی مرضی کی ڈالتے ہیں پھر بھی نہیں نکلتیں۔ اب روزانہ گھر کا معاملہ ہے جو عورت غیر منتظم ذہنیت رکھتی ہو، افراتفری، بے ترتیب چلنے والی ہو اس عورت کا گھر ہمیشہ اکھڑا اکھڑا دکھائی دے گا۔ کوئی چیز یہاں پڑی ہے کوئی چیز وہاں پڑی ہے کہیں صوفہ سیٹ کے اوپر کپڑے سوکھنے کے لئے ڈالے ہوئے تھے۔ کہیں باہر گندے کپڑے لٹکائے ہوئے ہیں، خیال ہی کوئی نہیں کہ لوگ کیا دیکھ رہے ہوں گے اور ہر جگہ گھر بھر ڈھونڈنی پڑتی ہے چیز۔ خاوند کہتا ہے جی میری ٹائی کہاں گئی، اچھا جی میں ابھی دیکھتی ہوں اور وہ دونوں لگے ہوئے ہیں اور بیوی کو جو چاہئے وہ چیز نہیں مل رہا۔ ایسی افراتفری لیکن جب وہ ایک دن لگا کر ٹھیک کرتے ہیں تو کچھ دیر کے بعد پھر وہی شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن کبھی آپ نے یہ نہیں دیکھا ہو گا کہ افراتفری والا گھر آہستہ آہستہ منتظم ہو رہا ہو خود بخود اور چیزیں خود بخود سلیقے سے لگ رہی ہوں یہاں تک کہ انتہائی سلجھی ہوئی خاتون کے گھر کی طرح ایک بدتمیز اور بے وقوف خاتون کا گھر نظم و ضبط کے ساتھ ابھر کر ایک دل کش چیز بن کے سامنے آجائے، ناممکن ہے۔

> **یہ کوشش کرنا کہ ہم خدا تعالیٰ کی نظر کے احساس میں رہیں اور "یخشون ربھم بالغیب" کے تحت آئیں۔ یہ اس زمانے کے سارے مسائل کا علاج ہے کیونکہ انسان جو دن بدن گناہوں میں ڈوب رہا ہے وہ خدا سے غائب ہونے کے نتیجہ میں ڈوب رہا ہے**

ہر چیز کے لئے MAINTENANCE کی ضرورت ہے جہاں نظم و ضبط کی ضرورت ہے۔ انسان گھر بناتا ہے تو ایک آرکیٹکٹ اس کا ڈیزائن بناتا ہے۔ اس ڈیزائن بنانے کے بعد اس کو جس طرح بنایا جاتا ہے اگر اس کو اسی طرح MAINTAIN نہ کیا جائے تو غیر متحرک جامد گھر بھی اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہ سکتا۔ اور جو چیز حرکت کرنے والی ہو اس کی ہر لمحہ حفاظت اور نگرانی کی ضرورت ہے۔ اب موٹر کار چلاتے وقت ایک لمحہ کے لئے آپ کی آنکھ بند ہو جائے، سو جائیں تو حادثہ ہو جائے گا۔ بعض دفعہ خدا کا فضل ہے جو بچا لے مگر وہاں پھر خدا TAKE OVER کر لیتا ہے وہ اور بات ہے۔ مگر بغیر کسی باشعور ہستی کے نظم و ضبط جتنا متحرک ہو گا اتنا خطرناک ہو جائے گا۔ یہ معاملہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں خدا پر علم کے تعلق میں۔ آپ فرماتے ہیں "وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو" یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ جہاں خدا علم اشیاء سے غافل ہوا وہاں حادثہ، ضرور تصادم ضرور نظم بد نظمی میں تبدیل ہو گا۔ پھر فرماتے ہیں "وہ اس عالم کے ذرے ذرے پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا" یہاں انسان کے عالم الغیب ہونے کی بھی نفی ہے اور عالم الشہادہ ہونے کی بھی نفی ہے۔ انسان تو نظر کے محدود دائرے میں ہی اصل نظر رکھ سکتا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جاگتا ہوا انسان، باشعور، خبردار انسان بھی اپنے بعض پہلوؤں سے غافل ہی رہتا ہے بے چارہ اور اس کی چوری ضرور ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی چور ایسا چالاک مل جائے اس کو پتہ چلے کہ شیطان کی طرح کہاں سے میں حملہ کروں جس کو یہ نہیں دیکھ رہا تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انسان تو پھر کبھی بھی کچھ بھی نقصان نہ اٹھا سکتا اور جتنا شاطر چور ہو شیطان کی طرح اتنا ہی انسان کی غفلت کے بعض لمحوں سے بھی فائدہ اٹھا جاتا ہے اس لئے وہ غفلت کے لمحے بھی اللہ کی حفاظت میں ہونے چاہئیں۔

یہ وہ پہلو ہے جس کا غیب والے مضمون سے تعلق جوڑ کر آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ گناہ سے نجات محض اس وجہ سے نہیں ہو سکتی کہ آپ خدا کو حاضر سمجھیں اور یہ سمجھیں کہ غیب ہونے کے باوجود وہ نظر رکھ رہا ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ خدا کو حاضر اور اپنے آپ کو ان معنوں میں غائب سمجھیں کہ اپنے حال سے بھی غائب ہیں اور اپنے حال پر نظر نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ حوالے دے کر التجا کریں کہ میں تو اپنے نفس سے بھی غافل ہوں اور اپنے نفس کے اندھیروں میں بسا اوقات ایسی جگہیں ہوں گی جہاں میں ٹھوکر کھا سکوں گا اور ٹھوکر کھا جاؤں گا۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں اور حاضر سمجھ رہا ہوں لیکن ہزار موڑ ایسے آتے ہیں، ہزار پردے ایسے آتے ہیں، ہزار حالتیں انسانی ذہن کی ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں وہ لاشعور طور پر اندھیروں میں ٹھوکریں کھا جاتا ہے۔ تو یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایک لمحہ بھی غائب نہ ہونا یہ ایک رحمت ہے دراصل۔ تو اس حوالے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ تو تو ایک لمحہ بھی حقیقت میں میرے حال سے غافل نہیں ہے۔ اس لئے جہاں میں غافل ہوں وہاں رحم فرما اور میری غفلت کی حالت میں مجھے ٹھوکر سے بچا لے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نظم و ضبط اگر متحرک ہو تو لازم ہے کہ ہر لمحہ اس پر نظر ہو۔

میں جب، اب تو کار چلانی دیر سے چھوڑی ہوئی ہے، جب چلایا کرتا تھا اچھی تیز چلاتا تھا اور کئی دفعہ ایسا ہوا، ایک دفعہ نہیں کہ چلاتے چلاتے اونگھ آ گئی اور پھر بیچ بچا کے ٹھیک ہو گیا تو یہ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، بیسیوں دفعہ ایسا ہوا ہے۔ مگر اب میں غور کر کے پیچھے دیکھتا ہوں تو مجھے یقین ہے کہ یہ کوئی حادثاتی بات نہیں تھی اتفاقی حادثہ نہیں تھا وہ ٹکر ہو جانی چاہئے تھی لیکن خدا تعالیٰ جو ہر حال میں موجود بھی ہے، غائب ہوتے ہوئے وہ جب بچانے کا فیصلہ کرتا ہے تو بچا لیتا ہے۔ غفلت کی وہ شکل ظاہر نہیں ہوتی جو لازمی حادثے پر منتج ہو۔ غفلت کی بعض حالتیں ایسی ہیں کہ

جن میں ضروری نہیں کہ حادثہ ہو جائے۔ اب میز کے کنارے پر اگر ایک کار کو حرکت دیں تو اکثر امکان ہے کہ وہ ایک کنارے سے باہر جا پڑے گی لیکن بعض ایسی بھی صورتیں ہیں کہ وہ بیچ میں ساتھ ساتھ چلتی رہے، میز کے اندر کی طرف وہ منہ کر لے، گرے نہیں۔ تو یہ جو اتفاقات کہے جاتے ہیں، حادثات کہے جاتے ہیں، ان پر بھی اللہ کی نظر ہے اور ان پر بھی اس کے نظم و ضبط کی راج دہانی ہے اور ایک لمحہ بھی ان حادثات سے بھی وہ غافل نہیں ہے۔

پس آخری نسخہ دراصل عالم الغیب سے اس سارے مضمون کو سمجھنے کے بعد دعا اور التجا کا نسخہ ہے۔ ایک اور امر بہت ہی اہم غیب کے تعلق میں یہ ہے کہ جہاں خدا ہر وقت حاضر سمجھا جائے اور اس کے حضور کے نتیجے میں آپ گناہ سے بچتے ہیں اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ میرے بندوں سے بھی یہ سلوک کرو۔ اور اگر تم اس کے بندوں سے یہ سلوک کرو گے تو خدا کی حفاظت کا ہاتھ زیادہ مستعدی سے تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو سورہ یوسف کے حوالے سے زیادہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب آپ کو خزانوں کی کنجیاں دی جا رہی تھیں یا دی جانی تھیں فرمایا کہ نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ "لم اخنہ بالغیب" میں نے گھر کے مالک کی اس کے غائب ہونے کے باوجود خیانت نہیں کی اس وقت تک میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ یہ ناشکری نہیں تھی بلکہ یہ بہت ہی گہرا عارفانہ مطالبہ تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر میں ایک گھر کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا، اگر میں ایسا خائن ہوں کہ ایک معمولی گھر کی ملکیت کے معاملے میں بھی خیانت مجھ پہ غالب آگئی تو اتنے بڑے وسیع ملک کے خزانوں کی چابیاں مجھے کیوں سونپی جائیں۔ پس میں اس لائق نہیں ٹھہرتا۔ یہ پہلے پتہ کر لو کہ میں وہاں دیانت کے تقاضے پورے کر رہا تھا کہ نہیں۔ اور ساتھ ہی آپ کی بریت ہوگی جس کی بڑی ضرورت تھی۔ اس بریت کے بغیر بعض دفعہ ایسے حالات میں الزام بھی لگ جایا کرتے ہیں۔ اور سورہ یوسف سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ کے بھائی کے متعلق کہہ نہیں دیا تھا انہوں نے حضرت یوسف کو متہم کرتے ہوئے یہ چونکہ سمجھ بیٹھے تھے کہ واقعتہً چوری کی ہے تو اس الزام کو حضرت یوسف پر بھی تھوپنے کی کوشش کی کہ اس کے بھائی نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور بہتان تھا۔ تو حضرت یوسف اگر خود نعوذ باللہ من ذالک اُس خیانت کے طعن سے باہر نہ آتے تو پھر جس شان اور آزادی کے ساتھ اور کامل یقین اور اعتماد کے ساتھ آپ نے اس سات سالہ قحط کے دوران ملک کی عظیم خدمت کی ہے اس کی توفیق نہ مل سکتی تھی۔ کئی لوگ کہہ سکتے تھے دیکھو انہوں نے اپنوں کو یہ دے دیا، فلاں کو یہ کر دیا۔ پس غیب کا مضمون خدا ہی سے نہیں، گناہ کے تعلق میں بندے سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ اور چھوٹی سی امانت تھی اس میں خیانت نہیں کی تو خدا کی دین دیکھیں تمام ملک کے خزانوں کی چابی آپ کو پکڑا دی۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے فیضان کا جاری ہونا اس کے بندوں سے آپ کے سلوک کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جب غیب ہو بہت کا مضمون سمجھ کر آپ بندوں کی، ان کے غیب میں خیانت نہیں کریں گے تو یاد رکھیں آپ کے اموال میں برکت ملے گی۔ لیکن وہ لوگ جو روزمرہ کی تجارتوں میں جہاں نظرا چوکی کسی کی وہاں خیانت شروع کر دی ان کے اموال میں یا تو برکت نہیں رہے گی وہ ضائع ہو جائیں گے یا ان کے اموال کے خرچ ان کے لئے لعنت پیدا کر دیں گے ان کی اولادیں ہاتھ سے نکل جائیں گی، ان کا دین ہاتھ سے جاتا رہے گا، ان کی عاقبت تباہ ہو جائے گی۔ اس لئے یہ مضمون جو صفات باری تعالےٰ کا ہے اسے حقیقت کی دنیا پر اتار کر اپنے روزمرہ کے تجارب میں داخل کر کے پھر ذکر الٰہی کریں تو یہ ذکر الٰہی ہے جو ہر دوسری چیز سے بالا اور افضل اور اکبر ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نیشنل اقلیتی کمیشن بنگال سے جماعت احمدیہ کے وفد کی ملاقات

گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے نیشنل اقلیتی کمیشن کی تشکیل دی گئی ہے جس کے سات ممبر ہیں اور ان کے چیئرمین جسٹس سردار علی خان ہیں۔ گورنمنٹ آف بنگال کی طرف سے مکرم سید محمود احمد صاحب صدر جماعت کلکتہ کو ملاقات کے لئے درخواست کی گئی جس پر سہ رکنی وفد مکرم سید محمود احمد صاحب مکرم مقبول احمد صاحب سہگل اور خاکسار نے گریٹ ایسٹرن ہوٹل میں شام ۲ / مئی کو بنکویٹ ہال میں نیشنل اقلیتی کمیشن سے ملاقات کی جملہ وفود جو ہر مذہب و ملت سے تعلق رکھنے والے تھے اسی ہوٹل کے ایک ہال میں انتظار گاہ میں اکٹھے ہوئے جن کی چائے اور فروٹ جات سے تواضع کی گئی مسلم وفد کے سرگرم ممبر جناب وسیم الحق صاحب ایڈیٹر روزنامہ مشرق کو جماعت احمدیہ کی تبلیغی عالمی اثر و نفوذ سے آگاہ کیا گیا خصوصاً ایم۔ٹی۔اے سے متعلق موصوف فرمانے لگے کہ اس طرح آپ کی جماعت بہترین انداز سے اپنا پیغام پہنچا رہی ہے لیکن بعض حلقوں میں جلن کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ خاکسار نے بتایا کہ ایسی بے چینی اور جلن کا اظہار تو مقدر ہی ہے کیونکہ یہ بھی ہوا ہے کہ احمدی لوگوں کے مقابل پر اسلامی دنیا کو بھی مسلم ٹیلی ویژن کا آغاز کرنا چاہیے لیکن ابھی تک منصوبے ہی تیار کئے جا رہے ہیں۔

اس کے بعد کمیشن کے ایک سکریٹری مسٹر جورف نے جماعت احمدیہ کے وفد سے استدعا کی کہ آپ کا وفد مسلمانوں کے وفد کے ساتھ ملنے کے لئے تیار ہے ہم نے کہا کہ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں لیکن غیر احمدیوں کے وفد نے ہمارے ساتھ ملنے پر اعتراض کر دیا لہٰذا منتظمین نے احمدیہ وفد کو پہلے مدعو کیا۔ اور جب ہمارا وفد بنکویٹ ہال میں داخل ہوا تو جناب جسٹس سردار علی خان چیئرمین نے خوش آمدید کہا ازاں بعد محترم سید محمود احمد صاحب نے مستحسن طریق سے انگریزی زبان میں جماعت احمدیہ کا تعارف روز افزوں ترقی اور سرگرمیوں کو پیش کیا نیز پاکستان میں ہو رہے مظالم سے متاثر ہو کر ملاں لوگ ہندوستان کے بعض علاقوں اور بنگال میں بھی ان کے زہر پھیلا رہے ہیں۔ ذکر کیا اور یہ ذکر کیا کہ ہم کمیشن کے ممنون و مشکور ہیں کہ جماعت احمدیہ کے وفد کو موقعہ عطا فرمایا باقی ہمارے کوئی مطالبات تو نہیں اور نہ ہی ہم کسی کی کوئی شکایت کرنا چاہتے ہیں بلکہ ہمارا مددگار خدا تعالےٰ ہے بعض دفعہ مخالفت کے ارتعاش کے سبب بنگال گورنمنٹ بھی حتی المقدور ہمیں تعاون دیتی ہے ان خیالات سے کمیشن کے جملہ ممبران بہت متاثر ہوئے اور جسٹس سردار علی خان نے وفد سے سوال کیا کہ آپ تو مسلمان ہیں لیکن مسلمان فرقوں کے وفد کے ہمراہ کیوں نہیں ملے۔ جس پر یہ تفصیل ذکر کرائی گئی کہ ہم نے تو یکجائی طور ملنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا لیکن ہمارے مسلمان بھائیوں نے ہماری شرکت کو قبول نہیں فرمایا گویا آج نیشنل اقلیتی کمیشن کے سامنے چودہ سو سال قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ آخری زمانہ میں ہدایت سے خالی ۷۲ فرقے ایک ناجی فرقہ کو علیحدہ کر دیں گے پوری ہوئی جس پر جملہ ممبران کمیشن بہت محظوظ ہوئے اور انہوں نے جماعت احمدیہ کے وفد کا کمیشن کے سامنے پیش ہونے کا بار بار شکریہ ادا کیا اور مورخہ ۴ / مئی کے کثیر الاشاعت روزنامہ ٹیلی گرام نے بھی جماعت احمدیہ کے وفد کی ملاقات کا ذکر کیا۔

(حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ)

یوم آزادی اور ہماری ذمہ داریاں

(سید طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ آسام)

۱۵ اگست کا دن ہمارے پیارے وطن بھارت کی آزادی کا دن ہے آج سے ۴۸ سال قبل ہمارا ملک آزاد ہوا تھا۔ جس کی آزادی کے لئے سینکڑوں لوگوں نے اپنے لہو کی قربانی دی تھی۔ یہ آزادی رنگ۔ ملت۔ قوم اور مذہب کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہو کر حاصل کی گئی تھی۔ حالانکہ آزادی حاصل کرنے کی مدت کا سلسلہ قدرے دراز تھا لیکن بالآخر آزادی کے متوالوں نے انگریزوں کے پنجے سے اپنے پیارے ملک کو آزاد کرا ہی لیا۔ ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ ہم اس عظیم جمہوری مملکت کے شہری ہیں۔

۱۵ اگست کا دن بجا طور پر ہمارے لئے غیر معمولی طور پر خوشی و مسرت کا دن ہے لیکن اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر خوشی اپنے ساتھ کچھ ذمہ داریاں بھی لاتی ہے۔ ان ذمہ داریوں کی نبھانے کے بعد ہی ہم حقیقی معنوں میں اس خوشی کو منانے کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں۔

خوشی میں ذمہ داری کا پہلو

اسلام نے جس طرح زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری راہ نمائی کی ہے اور مناسب ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اُسی طرح ایک مسلمان شہری کی حیثیت سے ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اُن کی طرف بھی نشان دہی کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ ایک مسلمان شہری کے کیا فرائض ہیں؟ اور وہ اُسے کس طرح ادا کر سکتا ہے؟ یوم آزادی کی تقریب مناتے ہوئے بے شک ہمارا حق ہے کہ ہم خوشی اور مسرت کا اظہار کریں۔ لیکن خوشی کی اس تقریب پر ہمیں یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ ایک عظیم جمہوری مملکت کے باوقار مسلم شہری ہونے کی حیثیت سے ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں آیا ہم ان کو احسن طریق پر ادا بھی کر رہے یا نہیں؟ اگر ہم اُن ذمہ داریوں کو جو ہم پر عائد ہیں بجالانے میں تساہل اور غفلت برتتے ہیں تو یقین مانئے کہ ہمارا خوشی منانا محض رسمی ہے وہ ہمارے وطن کے کسی کام نہیں آسکتا۔

قرآن شریف اور احادیث نبویہؐ میں پوری وضاحت کے ساتھ مسلم شہری کے فرائض متعین کر دیئے گئے ہیں۔ اور وہ فرائض ایسے جامع پر حکمت اور محکم بنیادوں پر استوار ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ اگر آج ہم ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو بہترین حسین معاشرہ آپ ہی آپ قائم ہو سکتا ہے۔

مسلم شہری کے فرائض

ذیل میں ہم مختصر طور پر ایک جمہوری حکومت کے مسلم شہری کے وہ فرائض درج کرتے ہیں جو اسلام نے مقرر کئے ہیں۔ اور جنہیں قرآن کریم اور احادیث نبویہؐ سے اخذ کر کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" میں پیش فرمایا تھا۔ کاش یوم آزادی کی تاریخی تقریب پر ہم ان سب فرائض کو خلوص دل سے ادا کرنے کا عہد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

۱۔ ایک مسلمان شہری کا فرض اسلام نے یہ مقرر کیا ہے کہ ہر ایک آدمی محنت کر کے کمائے اور سست نہ بیٹھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین رزق وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی سے مہیا کرے۔

۲۔ ایک فرض مسلمان شہری کا اسلام نے یہ مقرر کیا ہے کہ وہ سوال نہ کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کے متعلق خاص خیال رکھتے تھے اور ہمیشہ سوال سے لوگوں کو منع کرتے رہتے تھے۔

۳۔ ایک مسلم شہری کا فرض یہ ہے کہ جو شخص اُس کے سامنے آئے اُسے "السلام علیکم" کہے جس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تم پر سلامتی ہو گویا ہر وقت تعلقات فی ما بین کی درستی کی کوشش کرتا رہے

۴۔ اس طرح مسلم شہریوں کے یہ فرائض مقرر کئے گئے ہیں کہ جو لوگ اپنے محلہ کے یا دوسرے واقفوں میں سے بیمار ہوں ان کی عیادت کو جائے اور ان کی تسلی اور تشفی کریں۔ گھر میں گھسیں تو پہلے اجازت لے لیں۔ پہلے السلام علیکم کہیں۔ اگر گھر میں کوئی ہو اور جواب دے کہ اس وقت نہیں مل سکتے تو بلا ملال کے واپس چلے جائیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی شخص کوئی ایسی بات کہہ دے جو کسی دوسرے کے خلاف ہو تو اس کو دبا دیں اور اُس شخص تک نہ پہنچائیں جس کو کہی گئی ہے ورنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بات اُسی نے کہی ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ کہنے والے کی مثال تو ایسی تھی کہ اس نے تیر مارا اور لگا نہیں اور جس نے اس کو وہ پہنچا دی جس کے حق میں کہی گئی تھی اس کی مثال ایسی ہے جیسے اُس نے تیر اٹھا کر اُس شخص کے سینے میں چبھو دیا۔

۵۔ اسی طرح مسلم شہری کا یہ فرض ہے کہ جو شخص فوت ہو جائے۔ اُس کے جنازے کی تیاری میں مدد کریں۔ اور قبر تک لے جائیں اور دفنائیں۔

۶۔ اسی طرح مسلم شہریوں کا فرض ہے کہ ایسی باتیں جو وقار کے خلاف ہوں۔ اور لوگوں کو تکلیف دینے والی ہوں نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمان بازاروں اور گلیوں میں وقار کے ساتھ چلتے ہیں مسلم شہریوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ راستوں یا لوگوں کے جمع ہونے کی جگہوں میں کوئی غلاظت نہ پھینکیں اور ان کو گندہ نہ کریں۔

۷۔ اسی طرح مسلمان شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ راستوں اور پبلک جگہوں کو صاف رکھنے کی کوشش کرے اور جس قدر مدد ان کے صاف کرنے میں دے سکتا ہے دے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص راستہ میں سے لوگوں کو ایذا دینے والی چیزیں ہٹاتا ہے اس پر خدا کا فضل نازل ہوتا ہے

۸۔ مسلم شہری کا ایک یہ بھی فرض ہے کہ اگر وہ چیزیں فروخت کرے تو ضرر رساں چیزوں کو فروخت نہ کرے مثلاً سڑی ہوئی یا موسم کے لحاظ سے بیماریاں پیدا کرنے والی چیزوں کو اس کا فرض ہے کہ وہ خود لوگوں کی صحت کا خیال رکھ اور ایسی چیزوں کو فروخت ہی نہ کرے۔

۹۔ مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ پبلک جگہوں پر بلند آواز سے لڑنے اور جھگڑنے نہیں اور لوگوں کے امن اور آرام میں خلل نہ ڈالے۔ اور اُس کا یہ بھی فرض ہے کہ ایسی جگہیں جن کو لوگ استعمال کرتے ہیں۔ ان کو گندہ نہ کرے۔

۱۰۔ ایک مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اچھی باتیں سکھاتا رہے۔ اور بد باتوں سے روکتا رہے مگر نرمی سے اور محبت سے سکھائے تا لوگ جوش میں آکر حق سے اور بھی دور نہ ہو جائیں۔ اور مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ لوگوں کو علم سکھائے اور جو کچھ اسے معلوم ہوا ہے اُسے چھپائے نہیں بلکہ لوگوں تک اس کا فائدہ عام کرے۔

۱۱۔ مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بہادر بنے لیکن ظالم نہ ہو وہ نہ کمزوروں پر نہ عورتوں پر نہ بچوں پر نہ کسی پر ظلم کرے۔ بلکہ وہ جانوروں تک پر ظلم نہ کرے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ (باقی ص ۱۲ پر)

نہایت کامیاب تیسری جنوبی ہندریجنل احمدیہ کانفرنس

٭ جلسہ پیشوایان مذاہب ٭ محترم ناظر صاحب اعلیٰ کا پیغام ٭ نابینا افراد میں تقسیم پارچات ٭ سات افراد کا قبول احمدیت۔

(مکرم مولانا محمد عمر صاحب انچارج مبلغ کیرلہ)

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کے ساتھ جنوبی ہند کے چار صوبوں آندھرا پردیش۔ کرناٹک تامل ناڈو اور کیرلہ کی جماعتوں کی تیسری سالانہ ریجنل کانفرنس مورخہ ۲۷، ۲۸ مئی ۹۵ء ہفتہ و اتوار جماعت احمدیہ مدراس کے زیر اہتمام راگھویندرا ہال میں منعقد ہوئی۔

اس جلسہ کے مختلف انتظامات کے لئے محترم صوبائی امیر جناب محمود احمد صاحب کی زیر نگرانی ایک استقبالیہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔

اس کانفرنس میں شرکت کیلئے مرکز سے محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ صوبہ بنگال۔ بہار۔ کرناٹک۔ آندھرا۔ کیرلہ کے صوبائی امراء اور مبلغین انچارج جماعت ہائے جنوبی ہند بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ چاروں صوبوں سے بفضل تعالیٰ بہت سارے نمائندگان تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے قیام و طعام کے عمدہ انتظامات کئے گئے تھے۔

جلسہ کا آغاز

جلسہ سالانہ کے دو دنوں میں چار نشستیں مقرر کی گئی تھیں۔ مورخہ ۲۷ مئی ۹۵ء صبح دس بجے پہلی نشست محترم ماسٹر مشرق علی صاحب صوبائی امیر بنگال شروع ہوئی۔ محترم مولانا سلطان احمد صاحب مبلغ انچارج آندھرا پردیش نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور مکرم مولوی حمزہ احمد صاحب مبلغ مدراس نے اس کا ترجمہ سنایا مکرم مولوی رفیق احمد صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سے —

آپنے خدا اپنے کارساز و عیب پوش و غفور کردگار خوش الحانی سے سنایا۔

خطبہ استقبالیہ و پیغام

محترم محمود احمد صاحب صوبائی امیر تامل ناڈو نے اپنے خطبہ استقبالیہ سے قبل محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ایک فیکس پیغام پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے دعوۃ الی اللہ سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک اور اس سلسلہ میں آپ کے زریں ارشادات کی روشنی میں مجالس انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ لجنہ اماء اللہ اور اطفال الاحمدیہ کی عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے بتایا کہ اس جنوبی ہند کانفرنس کا پہلا انعقاد نومبر ۹۳ء کو بنگلور میں اپریل ۹۴ء کو ایرنا کلم (کیرلہ) میں منعقد ہو کر اب ہمیں مدراس میں اس کی تیسری سالانہ کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے محترم امیر صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ یہ کانفرنس ایسے ماحول میں منعقد ہو رہی ہے کہ ہمارے مسلم احمدیہ ٹیلیویژن (MTA) کے خلاف انجمن تحفظ ختم نبوت نے ایک زہریلا اشتہار شائع کیا ہے گویا کہ یہ لوگ نادانستہ طور پر بالواسطہ ہمارے احمدیہ ٹیلیویژن کو منظر عام پر لا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف کوئمبتور میں چند ماہ قبل منعقدہ مناظرے میں جماعت احمدیہ کی حاصل شدہ فتح و نصرت کی وجہ سے تامل ناڈو کے طول و عرض میں بیعتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس وجہ سے مخالفوں کی صفوں میں بوکھلاہٹ اور کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کانفرنس نہایت شاندار رنگ میں منعقد کرنے کی ہمیں توفیق مل رہی ہے۔

افتتاحی تقریر

محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے اس کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے۔ اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔

اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔ محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت آندھرا پردیش مکرم ایچ عبدالقادر صاحب صدر جماعت میلاپالم محترم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب اور محترم محمد انعام صاحب غوری نے علی الترتیب۔ ہستی باری تعالیٰ حیات بعد الموت۔ وجود باری تعالیٰ۔ مقصد تخلیق انسان کی غرض و غایت اور تعلق باللہ کے حصول کے ذرائع اور جماعت احمدیہ کے عظیم روحانی انقلاب کے بارے میں تقریریں فرمائیں۔ اس کے ساتھ پہلی نشست بخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ درمیان میں عزیزم مبارک احمد نوجوان نے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی

بیعتیں

ظہر اور عصر کی نمازوں کے بعد سات افراد پر مشتمل ایک خاندان کو بیعت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ خدا تعالیٰ انہیں استقامت بخشے (آمین)

دوسری نشست

محترم کے ایم کنجا مو صاحب صوبائی امیر کیرلہ کی زیر صدارت دوسری نشست شام ۵ بجے مکرم مولوی رفیق احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم شرف الدین صاحب کی تامل نظم کے بعد مکرم بشارت احمد صاحب نے استقبالیہ تقریر کی محترم مولانا سلطان احمد صاحب خاکسار محمد عمر مکرم ایم خلیل احمد صاحب مکرم کریم اللہ صاحب نوجوان اور مکرم مولوی محمد علی صاحب مبلغ مدراس نے علی الترتیب کتب سابقہ میں حضرت رسول کریمؐ کے بارے میں پیشگوئیاں۔ سیرت حضرت رسول اکرم صلعم جماعت احمدیہ عالمگیر کے کارنامے۔ سیرت حضرت امام مہدی اور تصوف و کشوف کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ تقاریر کے درمیان ناصرات الاحمدیہ کی بچیوں نے حضرت رسول اکرم پر کورس کی صورت میں نہایت دلنشیں انداز میں درود و سلام پڑھا۔ نیز کیرلہ کے خدام نے مکرم سفیر احمد صاحب کی قیادت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ ؎

رأنی ابا انی محسن عبد کرم

نہایت شاندار رنگ میں کورس کی صورت میں پڑھا۔ نیز مکرم این۔ کنجی احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عربی نعتیہ کلام خوش الحانی سے سنایا۔ صدارتی تقریر اور مکرم سلطان احمد صاحب کی ادائیگی شکریہ کے بعد مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے ساتھ یہ اجلاس نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے دن کی پہلی نشست

کانفرنس کے دوسرے دن کی پہلی نشست محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب کی زیر صدارت مکرم این کنجی احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم عبد العزیز صاحب آف چنتہ کنٹہ (آندھرا) کی نظم خوانی سے شروع ہوا۔ مکرم شبیر احمد صاحب صوبائی قائد مجلس خدام الاحمدیہ تامل ناڈو نے استقبالیہ تقریر کی۔ اس اجلاس کو مختلف تربیتی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب

مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مکرم مولوی محمود احمد صاحب مکرم محمد علی صاحب۔ مکرم مولوی کلیم خان صاحب مبلغ بنگلور مکرم مولوی مزمل احمد صاحب اور محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے علی الترتیب موجودہ اخلاقی مسائل کا حل اسلام میں۔ حقوق العباد۔ والدین کی ذمہ داریاں اور بچوں کے فرائض صحابہ رسول اکرم صلعم کی قربانیاں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیاں۔ قیام جماعت احمدیہ کے اغراض۔ خلافت احمدیہ۔ دعوت الی اللہ کے میدان میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں وغیرہ عنوانوں پر نہایت پُر از معلومات تقاریر کیں۔

اس پروگرام کے دوران مکرم مولوی رفیق احمد صاحب اور مکرم مولوی مزمل احمد صاحب نے مل کر خدام الاحمدیہ کا ترانہ خوش الحانی سے پڑھا۔

اس نشست کے مہمان خصوصی پروفیسر شری گومتی نایکم نے موجودہ نسل کی بے راہ روی اور لاابالی پن کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ میرے کالج میں جتنے بھی احمدی طلباء پڑھتے ہیں اُن کا اخلاق اور طور طریق دوسرے طلباء کی نسبت بہت منفرد اور نمایاں ہیں اور قابل تقلید ہیں آپ نے اپنے دیرینہ تجربات کی بنا پر نوجوان طبقہ کو بعض ذریں نصائح سے نوازا۔ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے دعوۃ الی اللہ کے سلسلہ میں ہماری ذمہ داریوں کی طرف روشنی ڈالی اس کے بعد محترم حافظ صاحب صدر اجلاس نے مختلف آیات قرآنی احادیث اور ملفوظات کی روشنی میں بعض تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔

آخر میں مکرم شیراز احمد صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے ساتھ دوسرے دن کی پہلی نشست اختتام پذیر ہوئی۔ تناول طعام اور ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد مکرم مولانا غوری صاحب نے دو نکاحوں کا اعلان کیا (مورخہ ۲۴ ؍ مئی کو بعد نماز مغرب خاکسار نے تین نکاحوں کا اعلان کیا)

دوسرے دن کی دوسری نشست

اس کانفرنس کی آخری نشست محترم جناب سید فضل احمد صاحب امیر جماعت صوبہ بہار کی زیر صدارت مکرم مزمل احمد صاحب مبلغ مدراس کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم مولوی رفیق احمد صاحب کی نظم خوانی کے بعد شروع ہوئی۔

نابینا غرباء میں تقسیم پارچات

مکرم الحاج نور محمد صاحب کی استقبالیہ تقریر کے بعد چند نابینا غرباء کو نئے پارچات پر مشتمل ایک ایک پیکٹ محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے دیا۔

اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا سب سے پہلے مکرم بشارت احمد صاحب نے انبیاء کے ذریعہ دنیا میں قائم ہونے والی قومی یکجہتی کا ذکر کرنے کے بعد اس زمانہ میں مبعوث ہوئے۔ مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اکناف عالم میں مختلف قوموں اور ملتوں کے درمیان پیدا ہونے والی ہم آہنگی کا ذکر کیا۔

اس کے بعد ایک ہندو پنڈت پروفیسر راجیندر، پروفیسر پلنی آپن لیفٹیننٹ کرنل ایس۔ ایس چوہدری نے علی الترتیب ہندو مذہب عیسائیت اور سکھ مذہب میں پائی جانے والی تعلیمات کی روشنی میں بین الاقوامی یکجہتی پر زور دیا۔

اس کے بعد خاکسار نے اسلام اور ہندو مذہب میں توحید باری تعالیٰ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے متعلق پائی جانے والی تعلیمات کا موازنہ پیش کرتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت پر روشنی ڈالی اس سلسلہ میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعض تعلیمات پیش کیں آخر میں محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے قومی یکجہتی کے سلسلہ میں اسلام کی نہایت شاندار اور اعلیٰ تعلیمات پیش کرتے ہوئے اکناف عالم میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ان تعلیمات کی اشاعت کے لئے جو نمایاں سرگرمیاں ہو رہی ہیں ان کی طرف روشنی ڈالی بعدہ صاحب صدر جلسہ محترم سید فضل احمد صاحب نے اپنے خصوصی انداز میں بین الاقوامی اخوت اور رواداری کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات پیش کیں۔

محترم جناب محمد کریم اللہ صاحب اور محترم جناب اے پی کنجاطو صاحب امیر جماعت کیرلہ کی ادائیگی شکریہ کے بعد دعا کے ساتھ یہ تیسری جنوبی ریجنل احمدیہ کانفرنس نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

اس کانفرنس کی رپورٹ مدراس ٹیلیویژن نے مورخہ ۲۹ ؍ مئی شام ۶ بجے نشر کی۔ نیز مقامی اخبارات نے بھی اس کانفرنس کی رپورٹ شائع کی۔

اخوت و محبت کے حسین نظارے

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے جنوبی ہند کے چاروں صوبوں سے بہت سارے احباب جماعت تشریف فرما ہوئے تھے۔ مختلف اطراف سے آئے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرستار جب آپس میں ملتے اور باہم متعارف ہوتے ہیں عجیب قسم کا سرور اور جذبہ محبت و الفت ان کے چہروں پر نمایاں نظر آتے تھے۔

اس قسم کے جلسوں کے انعقاد کی اغراض و المقاصد میں ایک یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی تھی

مخالفت

اس موقعہ پر انجمن تحفظ ختم نبوت والوں نے بھی اپنا کرشمہ دکھایا تھا یعنی جہاں جہاں ہماری کانفرنس کا پوسٹر لگایا گیا تھا اُس کے اوپر " قادیانیوں سے ہوشیار"۔ وہ لوگ کافر ہیں وغیرہ لکھ کر چسپاں کیا گیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے دل کی بھڑاس نکال دی اس کے علاوہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے اور اسے نہ دیکھنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک اشتہار وسیع پیمانے پر شائع کیا ہے۔ گویا کہ انہوں نے MTA کے بارے میں عوام الناس کو توجہ دلا کر ہمارا کام بہت آسان کر دیا ہے۔

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فریقین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم ہم پر مخالفت اور بغض و عناد کے جو تیر چلاتے ہو وہ ہم پر پھول بن کر برستے ہیں یہاں بھی صادق ہوا، فالحمد للہ علیٰ ذالک

بقیہ صفحہ (۱۰)

عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر خلیفہ ثانی کے لڑکے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ چند نوجوانوں کو دیکھا کہ زندہ جانوروں پر نشانہ لگا رہے ہیں۔ جب ان لوگوں نے آپ کو دیکھا تو بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا خدا ان پر ناراض ہوا جنہوں نے یہ کام کیا۔

۱۲۔ پھر مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی جانوں کو خطرے میں نہ ڈالے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس علاقہ میں کوئی وبائی بیماری ہو وہاں کے لوگ دوسرے شہروں میں نہ جائیں۔ اور دوسرے لوگ اس علاقہ میں نہ آئیں۔

۱۳۔ مسلم شہری کا یہ بھی فرض ہے کہ جس وقت وہ اپنے ہمسایہ کو مصیبت میں اور مشکل میں دیکھے۔ اور اس کے پاس مال ہو تو وہ اپنے مال سے اُسے بقدر ضرورت قرض دے۔ اور اس وقت جبکہ وہ مصیبت میں مبتلا ہے۔ اس سے یہ حساب نہ کرنے بیٹھے کہ مجھے اس کے بدلہ میں کیا دے گا۔ اُسے محنت سے اپنی روزی کمانا چاہئے۔ نہ کہ صرف روپیہ قرض دے کر اور لوگوں کو اُن کی تکلیف کے وقت اپنے تصدیق لا کر یا اسراف کی عادت پیدا کرے۔

۱۴۔ مسلم شہری کا ایک یہ بھی فرض ہے کہ وہ قومی اور ملکی فرائض کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار رہے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۱۹۰ تا صفحہ ۱۹۵)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان تمام فرائض کو ادا کرنے اور دوسروں کو ان کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱

حضرت انور نے اپنے بصیرت افروز روحانی خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج صرف وہی لوگ اس جلسہ میں شامل نہیں ہیں جو میرے سامنے بیٹھے ہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے سامنے بیٹھے وہ لاکھوں لوگ بھی اس جلسہ میں شریک ہیں۔ جو اگرچہ جسمانی طور پر تو یہاں موجود نہیں لیکن ان کے دل و دماغ کی تاریں اس جلسہ کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔

حضور نے اپنے اختتامی خطاب کے آخر پر جلسہ سالانہ سے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے ارشادات کو پڑھ کر فرمایا کہ اس جلسہ میں شامل ہونے والے تمام بھائی جو دنیا کے تمام براعظموں سے تعلق رکھتے ہیں سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں کی صداقت کے نشان ہیں۔

اس موقع پر حضور انور نے نہایت پر رعب اور پر جلالی انداز میں الگ الگ براعظم کے احمدیوں کو مخاطب کر کے دریافت فرمایا کہ وہ جواب دیں کہ کیا وہ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں کی صداقت کے زندہ نشان ہیں یا نہیں؟ تو سب نے یک زبان کہا کہ لبیک یا امیر المومنین لبیک یقیناً ہم لوگ صداقت مسیح موعود کے زندہ نشان ہیں۔

وہ عجیب پر کیف و پر بہار منظر تھا جب حضور نے بار بار باری پہلے روس کی ریاستوں تازکستان تاتارستان اور پھر عرب باشندوں سے پوچھا تو انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں لبیک یا امیر المومنین لبیک کہا۔ افریقہ کے پر جوش احمدیوں نے نہایت سریلی آواز میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کر کے اپنی گواہی کا اظہار کیا اس وقت پر فضا اس قدر مسحور کن تھی کہ سوائے افریقی بھائیوں کے کلمہ طیبہ کے اور کچھ سنائی نہیں دیتا تھا حضور انور بھی ان مخلصین کے ساتھ ترنم سے کلمہ طیبہ پڑھتے رہے پھر حضور نے مشرق بعید کے احمدیوں سے پھر یورپ کے احمدیوں سے اسی طرح ایشیا کے احمدیوں سے باری باری دریافت فرمایا اور ان سب مبارک وجودوں نے خدا کی طرف سے آنے والے مسیح مہدی کی صداقت کی گواہیاں دیں حضور نے فرمایا اس گواہی میں دنیا کے کونے کونے میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ اس خطاب کے سننے والے احمدیوں کی گواہیاں بھی شامل ہیں۔

جلسہ مستورات سے خطاب

دوسرے دن حضور انور نے مستورات کے جلسہ سے خطاب فرمایا حضور انور نے دنیا بھر کی احمدی مستورات کو پردے کی اسلامی روح کو سمجھنے اور اس پر دل و جان سے عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس ضمن میں حضور انور نے احمدی مستورات کو عظیم ذمہ داریوں اور ان کے مقام و مرتبہ کی وضاحت فرمائی حضور نے فرمایا۔ اسلام عورت کی حفاظت اور اس کی عظمتوں کے قیام کے لئے آیا ہے۔

عالمی بیعت

دوسرے روز ہی عالمی بیعت کا بھی پروگرام تھا۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا بھر کی آٹھ لاکھ اکتالیس ہزار تین صد پچیس سعید روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہوئیں تقریب بیعت میں پہلے ہر براعظم کے نمائندہ نے حضور انور کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا اور پھر مختلف براعظموں سے تعلق رکھنے والے احمدی درجہ بدرجہ اپنے امراء کے پیچھے بیٹھے اور اس پر معارف تقریب بیعت میں شامل ہوئے۔

اس دفعہ کی بیعت کی خاص بات یہ ہے کہ صرف البانیہ میں پینتالیس ہزار لوگوں نے احمدیت قبول کی ان بیعت کرنے والوں میں کل ملا کر فرنچ سپیکنگ احباب زیادہ تھے ان کی تعداد تین لاکھ اٹھاسی ہزار نو صد تینتیس (۳۸۸۹۳۳) تھی۔

درمیانے دن کا خطاب

۲۹ جولائی کے اجلاس میں حضور انور نے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی روحانی سرگرمیوں پر نہایت شان کے ساتھ روشنی ڈالی حضور نے فرمایا۔ اس وقت دنیا کے ۱۴۸ ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے اس سال نئے چھ ممالک میں احمدیت کا پودا لگا ہے ان ممالک میں کموڈیا۔ لاؤس۔ ٹوریل گنی۔ ٹرینیڈاڈ۔ ویتنام اور میکوڈونیا شامل ہیں۔ نئی جماعتوں میں اضافے کے اعتبار سے سر فہرست سیرالیون۔ پھر گھانا تیسرے نمبر پر بورکینا فاسو چوتھے نمبر پر بھارت اور پھر سینیگال ہے۔

مساجد:۔ امسال ۲۶۲ نئی مساجد میں ۶۹۱ مساجد کے ساتھ نمازی بھی احمدیت کو ملے اور ۱۱۹ مساجد زیر تعمیر ہیں۔

نئے تبلیغی مراکز

افریقہ میں ۲۵ یورپ میں ۵۰ اسی طرح باقاعدہ تبلیغی مراکز کل دنیا میں ۵۲۵ ہیں جبکہ ۸۴ء میں حضور کی ہجرت کے سال یہ تعداد ۲۸۷ تھی۔

مرکزی مبلغین ۸۱۱ ہیں ہجرت کے سال یہ تعداد ۳۶۶ تھی ایم۔ ٹی۔ اے سعید جھوال صاحب کی ٹیم نے ۱۵ ۱۵ گھنٹے خدمت سرانجام دی اسی طرح امریکہ اور کینیڈا میں M.T.A کی ایک شاخ الگ کام کر رہی ہے۔

تعلیمی میدان

ہائر سکول ۳۶ جونیئر سکول ۳۰ پرائمری سکول ۲۲۰۔

ہسپتال

اس وقت ۱۰ ممالک میں ۳۰ ہسپتال دن رات خدمت میں مصروف ہیں۔

وقف نو:۔ اب تک ۱۴۵۷۱ واقفین نو بچے جماعت کو پیش کرنے کی توفیق مل چکی ہے ان میں ۱۰۲۰۱ لڑکے اور ۴۲۶۸ لڑکیاں ہیں

تراجم قرآن مجید

اب تک ۵۰ زبانوں میں تراجم قرآن مجید شائع ہو چکے ہیں مزید ۲۸ زبانوں میں کوشش جاری ہے

دعوت الی اللہ

امسال ۸۴۱۳۲۵ سعید روحیں احمدیت میں شامل ہوئیں ۹۶۳ امام احمدیت میں آئے ۶۶۹ افریقن چیفس کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

حضور نے فرمایا سال ۹۹۶ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا سال ہے۔ اس سال اس کتاب کی وسیع پیمانے پر اشاعت اور تشہیر کا پروگرام ہے اب تک ۴۳ زبانوں میں اس کتاب کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے ۲۰ زبانوں میں ترجمہ مکمل ہو گیا ہے اور کتاب زیر طبع ہے اور ۲۴ زبانوں میں ابھی ترجمہ ہو رہا ہے۔

اختتامی خطاب

۲۹ جولائی کو جلسہ سالانہ لنڈن کے آخری روز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مخالفین و معاندین احمدیت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے قہری نشانات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں بشیر ہیں وہاں آپ نذیر بھی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارات و انعامات کے نظارے تو آپ نے دیکھے ہیں اب آج کے خطاب میں اللہ تعالیٰ کی ان قہری تجلیات کا ذکر کیا جائے گا جو معاندین احمدیت پر برسیں۔ حضور نے تفصیل سے تمام دنیا میں معاندین احمدیت پر نازل ہونے والے انذار کا ذکر کیا بالخصوص پاکستان میں معاندین احمدیت کی ذلت و رسوائی کے کئی واقعات کا ذکر فرمایا۔ حضور انور نے پاکستان میں ننکانہ صاحب۔ چک سکندر۔ ساہیوال۔ فیصل آباد۔ شب قدر میں احمدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ذکر کر کے فرمایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے گن گن کر معاندین احمدیت سے معصوموں کے بدلے لئے ہیں۔

حضور نے فرمایا پاکستان ان دنوں جن خوفناک حالات سے دوچار ہے۔ ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے بالخصوص کراچی کی گلیوں اور بازاروں میں خوف ہی خوف ہے ایک دوسرے کی مساجد پر اور نمازیوں پر حملے ہو رہے ہیں اور پوری قوم ایک لحاظ سے عبرت کا نشان بن چکی ہے یہ سارے واقعات معصوم احمدیوں کو ستانے کے بعد شروع ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا اب یہ سلسلہ رک نہیں سکتا تاوقتیکہ یہ لوگ توبہ نہ کریں۔

حضور نے فرمایا میں نے جرمنی کے جلسہ میں کہا تھا کہ جو شریر مولوی ہیں ان کے متعلق دعا کریں کہ اللہ اُن کو ٹکڑے ٹکڑے کردے اور اُن کی خاک اُڑا دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس دعا کو بھی عجیب رنگ میں قبول فرمایا ہے کہ گذشتہ سال ۹۷ مولوی مرے تھے جبکہ چھ قتل ہوئے تھے اس سال ۲۱۵ مخالف و معاند مولوی مرے ہیں اور ۴۰ آپسی لڑائیوں اور دشمنیوں میں قتل ہوئے ہیں۔

عبرت کے ان واقعات کو سناتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ نعوذ باللہ ان واقعات سے ہم خوش نہیں ہیں تو دشمن کی موت پر بھی افسوس ہوتا ہے صرف عبرت کے رنگ میں دل بوجھل کر کے ان واقعات کو سنایا جا رہا ہے۔

اس دوران حضور نے ضیاء الحق کی ذلت آمیز موت منظور چنیوٹی اور اس قماش کے کئی اور مولویوں کی رسوائیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا

حضور نے احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ عام طور پر خدا کی رحمت کو مانگا کریں اور ان کی ہدایت کے لئے دعا کریں اور یہ دعا بے شک کریں کہ اگر ہدایت مقدر نہیں تو خدا ان کے شر سے دوسروں کو بچائے۔

اختتامی خطاب کے آخر پر حضور نے لمبی اور پُر سوز دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ انگلستان نہایت شان سے شروع ہوا۔ سوائے احمدیت کے ساتھ ساتھ ان تمام ممالک کے جھنڈے بھی لہرائے گئے تھے۔ جہاں احمدیت پھیل چکی ہے۔ قیام و طعام کا نہایت احسن انتظام رہا۔ جلسہ سالانہ کے دوران صفائی کے انتظام کی حضور انور نے تعریف فرمائی۔

اس جلسہ کی خاص بات یہ رہی کہ حضور انور نے اسٹیج پر بلا کر اس البانین احمدی کا تعارف کرایا جن کے ذریعہ البانیا میں ...۴۵ افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اسی طرح شب قدر میں شہید کئے جانے والے احمدی دولت خاں صاحب کے خسر محترم عبدالرشید صاحب کو بھی اسٹیج پر حضور نے بلایا۔ عبدالرشید صاحب کو بھی دشمنان نے بہت مارا تھا۔ حضور نے اسٹیج پر بلا کر ان کو مصافحہ کیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ لیا

حضور انور نے ۴ر اگست بروز جمعہ ایم۔ٹی۔اے پر خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ جلسہ کے بعد معاند مولویوں کے جو بیانات آ رہے ہیں اس میں تھکن کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ لوگ آہستہ آہستہ تھک کر خود ہی خاموش ہو جائیں گے اور اللہ احمدیت کو عظیم الشان فتوحات سے ہمکنار فرمائے گا۔ انشاء اللہ وباللہ التوفیق

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۵/۷/۹۵ بروز منگل درج ذیل نماز جنازہ حاضر و نماز جنازہ غائب پڑھائیں اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے آمین (ادارہ)

نماز جنازہ حاضر

مکرم و محترم اعزاز الحق صاحب لندن

نماز جنازہ غائب

۱۔ مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ (پیر محل) والدہ رانا عرفان شہزاد صاحب حال گمبیا
۲۔ " امۃ اللطیف صاحبہ زوجہ تاج دین صاحب آف لاہور
۳۔ " اہلیہ مکرم نذیر احمد عباس صاحب آف پاکستان
۴۔ " منظور بیگم صاحبہ آف پاکستان
۵۔ " حمیدہ بیگم صاحبہ والدہ مکرم چوہدری ناز احمد صاحب آف جرمنی
۶۔ " نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب سابق امیر بہاولپور۔
۷۔ مکرم میاں رحیم بخش صاحب آف مرالہ تحصیل پھالیہ
۸۔ خالہ صاحب مکرم ناصر احمد چیمہ صاحب۔ مربی سلسلہ عالیہ بہاولپور۔
۹۔ مکرم سید اعجاز احمد صاحب (والد سید اقبال احمد صاحب) ریٹائرڈ انسپکٹر بیت المال۔
۱۰۔ مکرم ڈاکٹر محمد امین الدین عامر صاحب آف فیصل آباد۔
۱۱۔ " محمد حسین صاحب آف گڑ مولاورکھا ضلع گوجرانوالہ
۱۲۔ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ عبدالمجید صاحب سابق جنرل سیکرٹری کراچی جماعت
۱۳۔ " امجد خاں صاحب ابن ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب آف لاہور۔
۱۴۔ " خلیل احمد صاحب حلوائی آف گولبازار ربوہ

قرارداد تعزیت

بر وفات مکرم محمد نعیم عثمان میمن صاحب آف یو۔کے

مجلس عاملہ انگلستان مکرم محمد نعیم عثمان میمن صاحب کی وفات حسرت آیات پر جو ۱۷/ اپریل کو ہوئی گہرے دُکھ اور صدمے کا اظہار کرتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
مکرم محمد نعیم صاحب عثمان مرحوم بہت ہی مخلص فدائی احمدی تھے۔ آپکا تعلق ایسٹ افریقہ کی ایک معزز میمن فیملی سے تھا۔ آپ نے اپنی تعلیم پاکستان میں پائی آپ نے نہایت بیدار مغزی سے تعلیم حاصل کی اور اسلام و دیگر مذاہب کے متعلق نہایت محنت اور جانفشانی سے معلومات حاصل کیں اور اپنی اس تعلیم کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص راہنمائی کے تحت جماعت کے لئے وقف کر دیا۔ آپ ایک اچھے مصنف تھے آپ نے جماعتی رسائل بالخصوص مسلم ہیرلڈ MUSLIM HERALD اور REVIEW OF RELIGION کے لئے کئی مضامین لکھے۔ حال ہی میں آپ نے ایک کتاب بعنوان THREE IN ONE تحریر فرمائی ہے جس کے ذریعہ جماعتی لٹریچر میں ایک گرانقدر اضافہ ہوا ہے۔ آپ نے اپنے والد محترم اسحاق میمن صاحب کے ساتھ گجراتی ترجمہ القرآن میں بھی بہت مدد کی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں مرحوم کی جماعتی خدمات کو بہت سراہا ہے۔

ہم اراکین مجلس عاملہ انگلستان اس عظیم صدمہ پر مرحوم کی بیوہ انکے بچوں اور والد مکرم اسحاق میمن صاحب سے دلی ہمدردی و تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور آپ کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ اور جماعت کو اپنے فضل سے نعم البدل سے نوازے آمین۔

(اراکین مجلس عاملہ انگلستان)

دُعائے مغفرت

خاکسار کے والد محترم سید اعجاز احمد صاحب سابق انسپکٹر بیت المال ربوہ ۱۴ر جولائی ۹۵ء کو انتقال فرما گئے ہیں۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ نمبر ۲۳ میں ہوئی ہے۔ آپ مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد کے رضاعی بھائی تھے۔ احباب جماعت سے والد محترم کی بلندی درجات کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ خاکسار۔ سید اقبال احمد ربوہ

مرکز سلسلہ میں چندوں کی ترسیل سے متعلق

ایک ضروری ہدایت

عہدیداران مال اور احباب جماعت کو قبل ازیں بھی بارہا توجہ دلائی جاچکی ہے کہ "صدر انجمن احمدیہ قادیان" چونکہ سن ۱۸۶۰ء کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ نمبر XXI کے تحت باقاعدہ ایک رجسٹرڈ باڈی ہے۔ اس لیے بنکوں میں صرف اس ہی کے نام کا اکاؤنٹ رکھا گیا ہے۔ بدیں وجہ سوائے چندہ اخبار بدر کے دیگر تمام جماعتی چندوں پر مشتمل رقوم (خواہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے کسی بھی ماتحت صیغہ، انجمن ہائے تحریک جدید، وقف جدید یا ذیلی تنظیموں یعنی مجالس ہائے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ سے تعلق رکھتی ہوں) کی بذریعہ بنک ڈرافٹ/ میل ٹرانسفر/ چیک مرکز سلسلہ میں ترسیل صرف "صدر انجمن احمدیہ قادیان" (SADR ANJUMAN AHMADIYYA QADIAN) کے نام سے کی جائے۔ مگر عموماً دیکھنے میں آرہا ہے کہ بعض عہدیداران مال اور احباب جماعت اس ہدایت کو نظر انداز کر کے کسی بھی ادارہ انجمن اور ذیلی تنظیم کے چندہ کی رقم کا بنک ڈرافٹ/ میل ٹرانسفر/ چیک اسی ادارہ انجمن یا ذیلی تنظیم کے نام پر بناکر بجھوا دیتے ہیں۔ جسے کیش کرانے میں دفتر محاسب کو بہت زیادہ دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا جملہ عہدیداران مال اور احباب جماعت سے پھر گزارش کی جاتی ہے کہ براہ مہربانی آئندہ اس ہدایت کو بطور خاص ملحوظ رکھا جائے اور سوائے چندہ اخبار بدر کے کسی بھی قسم کے جماعتی چندہ پر مشتمل رقم صرف "صدر انجمن احمدیہ قادیان" کے نام پر ہی بجھوائی جائے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

مکرم سید سجاد احمد صاحب (ابن مکرم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ) سابق صدر جماعت احمدیہ رانچی کی بیٹی عزیزہ فوزیہ مسرت جو ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان گئی ہوئی تھیں کی تقریب نکاح و رخصتانہ محمود ہال لندن میں عزیزم شکیل احمد صاحب آف نیو جرسی امریکہ سے ۱۷ جولائی ۱۹۹۵ء کو عمل میں آئی۔

مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن نے نکاح کا اعلان کیا۔ رخصتانہ کی تقریب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور دولہا اور لڑکی کے والد کو اپنے قرب میں بٹھایا اگلے روز بچی اپنے خاوند کے ساتھ امریکہ روانہ ہو گئی۔

احباب جماعت کی خدمت میں اس شادی کے بابرکت ہونے کے لئے اور پاکیزہ اولاد کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

عزیزہ فوزیہ مسرت نے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کرنے کے بعد اپنے پہلے کام کا معاوضہ شکرانہ فنڈ میں ادا کیا تھا اور چندوں میں بھی بہت باقاعدہ ہیں۔ ماشاء اللہ۔

(اعانت بدر ۱۰۰/- روپے)

مرزا وسیم احمد

امیر جماعت احمدیہ قادیان

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ صفحہ نمبر ۲

حضور نے مختلف آیات قرآنیہ کے حوالے سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ تعلق کو بھی واضح فرمایا اور فرمایا کہ اگر آپ صبر کرتے رہیں اور عبادت نہ کریں یا صبر ہی کرتے رہیں اور خدا سے ذاتی تعلق قائم نہ ہو تو یہ صبر ہی رائیگاں چلا جائے گا۔ ضرورت ہے کہ ہر گھر میں نماز کو اہمیت دی جائے اس سے صبر اور حوصلہ اور بھی بڑھ جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ صبر کا اعمال صالحہ سے بھی تعلق ہے۔ صبر کرنے والوں کے اعمال بھی اچھے ہو جاتے ہیں۔ پس صبر کرو اور اعمال صالحہ بجالاؤ اور صبر کے ساتھ اعمال صالحہ بجالاتے رہو۔ حسب سابق حضور ایدہ اللہ کا یہ پر معرفت خطبہ قریباً ایک گھنٹہ جاری رہا اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۲/۱/۹۵)

احمدیہ مسلم کانفرنس پونچھ

مورخہ یکم - ۲ ستمبر ۱۹۹۵ء بروز جمعہ ہفتہ

جماعت ہائے احمدیہ صوبہ جموں کی دوسری عظیم الشان کانفرنس انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ یکم و دو ستمبر ۱۹۹۵ء کو ہونا قرار پائی ہے۔ اس کے متعلق جملہ انتظامات کے لئے مکرم اورنگ زیب صاحب ناظم صدر مجلس استقبالیہ مقرر ہوئے ہیں۔ صوبہ جموں کی جملہ جماعتوں سے درخواست ہے کہ موصوف کے ساتھ کانفرنس کو کامیاب بنانے میں پورا تعاون کریں۔

کانفرنس کا چندہ صدر مجلس استقبالیہ کو بھجوائیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کانفرنس میں شرکت کریں۔ قبل از وقت یہ اطلاع صدر صاحب مجلس استقبالیہ کو دیں کہ آپ کی جماعت کے کتنے دوست کانفرنس میں شرکت کر رہے ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ایڈریس:-
مکرم اورنگ زیب صاحب صدر مجلس استقبالیہ
وارڈ نمبر ۱۳ احمدیہ بلڈنگ پونچھ سٹی
پن کوڈ ـــ ۱۸۵۱۰۱

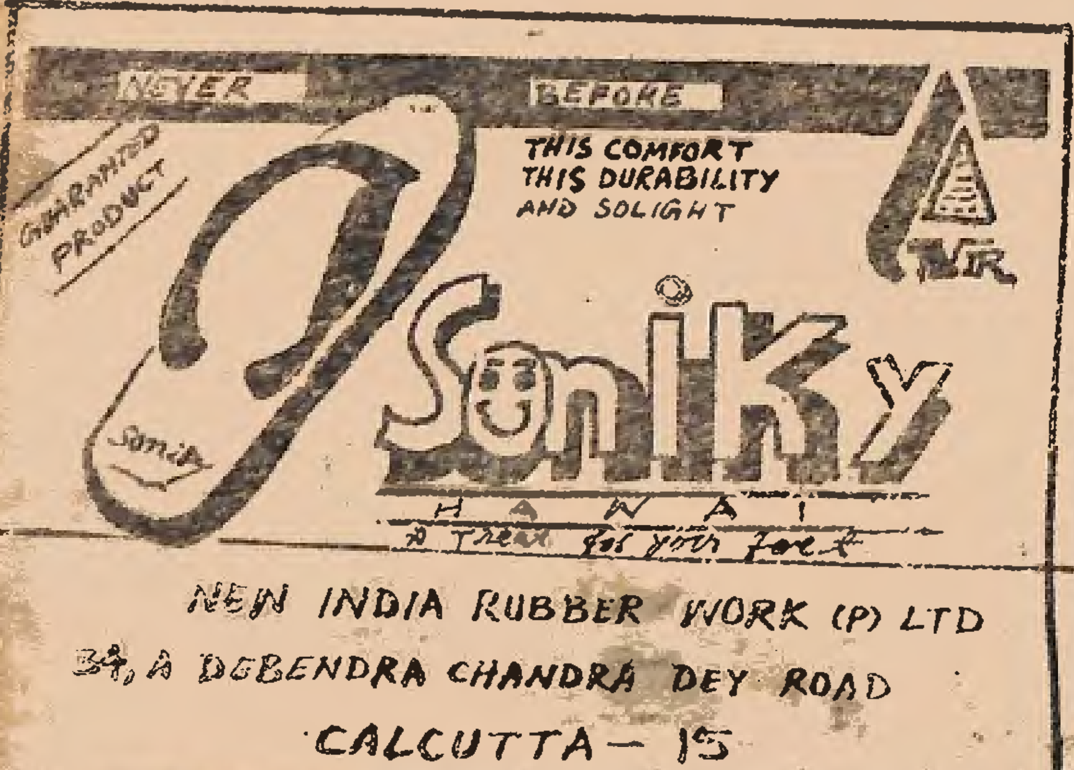

بوسنیا بوسنیا بوسنیا زندہ باد

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء

(۱)

تو خوں میں نہائے ہوئے ٹیلوں کا وطن ہے
گل رنگ شفق۔ قرمزی جھیلوں کا وطن ہے
خوں بار بلکتے ہوئے جھرنوں کی زمیں ہے
نوخیز جواں سال قتیلوں کا وطن ہے
اک دن تیرے مقتل میں بہے گا دمِ جلاد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیا! زندہ باد

(۲)

قبروں میں پڑے عرش نشینوں کی قسم ہے
رولے ہوئے مٹی میں، نگینوں کی قسم ہے
بہنوں کی اُمنگوں کے، دفینوں کی قسم ہے
ماؤں کے سلگتے ہوئے، سینوں کی قسم ہے
ہو جائیں گے آنگن ترے اُجڑے ہوئے آباد
اے بوسنیا بوسنیا
بوسنیا، زندہ باد

(۳)

اے وائے وہ سر جن کی اتاری گئی چادر
پابستہ پدر اور پسر۔ جن کے برابر
ہوتی رہی رسوا کہیں دختر کہیں مادر
دیکھے ہیں تیری آنکھ نے وہ ظلم کہ جن پر
پتھر بھی، زباں ہوں تو، کرنے لگیں فریاد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیا! زندہ باد

(۴)

چھٹ جائیں گے اک روز مظالم کے اندھیرے
لہرائیں گے ہر آنکھ میں گلرنگ سویرے
صبحوں کے اجالوں سے لکھیں گے ترے نغمے
سر پر ترے باندھیں گے فتوحات کے سہرے
اللہ کی رحمت سے سب ہو جائیں گے دلشاد
اے بوسنیا بوسنیا
بوسنیا! زندہ باد

(۵)

سینوں پہ رقم ہیں تری عظمت کے فسانے
گاتی ہیں زبانیں تری سطوت کے ترانے
اُترے گا خدا جب تری تقدیر بنانے
مٹ جائیں گے، نکلے جو ترا نام مٹانے
جس جس نے اجاڑا تجھے ہو جائے گا برباد
اے بوسنیا بوسنیا
بوسنیا! زندہ باد

(۶)

تو اپنے حسین خوابوں کی تعبیر بھی دیکھے
اک تازہ نئی صبح کی تنویر بھی دیکھے
جو سینۂ شمشیر کو بھی چیر کے رکھ دے
دنیا ترے ہاتھوں میں وہ شمشیر بھی دیکھے
پیلا ہلال نئے جاہلی دیں۔ دشمنِ الحاد
اے بوسنیا بوسنیا
بوسنیا! زندہ باد

وقفِ نو بچوں کی صحیح تربیت و نگہداشت ہماری قومی ذمہ داری ہے۔

طالبِ دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN: LEATHER BELTS. LEATHER LADIES. AND GENTS BAG, JACKETS. WALLETS ETC.

19A. JAWAHARLAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

Star CHAPPALS
PHONE - 543105
WHOLLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN- 208001

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS, SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

FOR
DOLOO SUPREME CTC TEA
IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
contact:-
TAAS CO
P-48-PRINCEP STREET :- CALCUTTA-700072-
PHONES. 263287 279302

साप्ताहिक 'बद्र'

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम ख़ान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़्लुल्लाह

क़ादियान [पंजाब]

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 20 जुलाई 1995 | अंक 29,30

पवित्र क़ुर्आन

दुआएं

और (हे रसूल!) जब तुझ से मेरे बन्दे (भक्त) मेरे बारे में पूछें तो (तू उत्तर दे कि) मैं (उन के) पास ही हूँ । जब दुआ करने वाला मुझे पुकारे तो मैं उस की दुआ को क़ुबूल करता हूं । अतः एव चाहिए कि वे मेरी आज्ञाओं का पालन करें तथा मुझ पर ईमान लाएं ताकि वे हिदायत पाएं ।

और उन में से कुछ (लोग ऐसे भी होते) हैं जो कहते हैं कि हे हमारे रब्ब ! हमें इस संसार (के जीवन) में भी सफलता प्रदान कर तथा आख़िरत में भी सफलता दे और हमें आग के अज़ाब से बचा ।

यही वे लोग हैं जिन के लिए उन के नेक कामों के कारण (बदले के रूप में) एक बहुत बड़ा हिस्सा (निश्चित) है और अल्लाह शीघ्र ही लेखा चुका देता है ।

अलबक़रह 202, 203

हदीस शरीफ़

नियत और कर्म

हज़रत उमर (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करते हैं कि मैंने हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम को यह फ़रमाते हुए सुना कि सब कर्मों का आधार मनुष्य की नियत एवं इरादा पर होता है तथा प्रत्येक मनुष्य को उस की नियत और इरादों के अनुसार ही बदला मिलता है । अतः जिस मनुष्य ने अल्लाह और उस के रसूल के लिए हिजरत की अर्थात् अल्लाह और रसूल की प्रसन्नता प्राप्त करने के लिए अपने देश का त्याग किया तथा अपनी इच्छाओं को छोड़ा) तो ऐसे मनुष्य की हिजरत अल्लाह तथा उस के रसूल के लिए होगी. परन्तु जिस मनुष्य ने सांसारिक लाभ प्राप्त करने के लिए अथवा किसी स्त्री के प्रेमवश होकर उस से विवाह करने के लिए हिजरत की तो उस की हिजरत की नियत अल्लाह के निकट भी वही समझी जाएगी । इस अवस्था में उसे न तो अल्लाह और उसके रसूल की प्रसन्नता प्राप्त होगी और न ही उसे अच्छा फल मिलेगा ।

(बुख़ारी शरीफ़ भाग 1 पृष्ठ 1, भाग 2 पृष्ठ 989 तथा मुस्लिम शरीफ़ भाग 1 पृष्ठ 232)

हज़रत अब्दुल्लाह सुपुत्र अमर पुत्र आस (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करते है कि हज़रत महम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने यह फ़रमाया कि मुसलमान व्यक्ति वह है जिस की जीभ तथा जिस के हाथ से दूसरे मुसलमान सुरक्षित रहें और मुहाजिर (अर्थात् हिजरत करने वाला व्यक्ति) वह है जो उन बातों को त्याग दे जिन से अल्लाह ने रोका है ।

(बुख़ारी शरीफ़ भाग 1, पृष्ठ 6)

मलफ़ूज़ात :-

नया सम्प्रदाय बनाने का कारण

"हे मेरे मित्रो ! जो मेरी बैअत में दाख़िल हो, ख़ुदा हमें और तुम्हें उन बातों की सामर्थ्य दे जिनसे वह राज़ी हो जाए । आज तुम थोड़े हो और लोगों की दृष्टि में तुच्छ समझे जा रहे हो और एक कठिन परीक्षा का समय तुम पर है; ठीक उसी ईश्वरीय विधान के अनुसार जो आदिकाल से जारी है प्रत्येक दिशा से यत्न होगा कि तुम ठोकर खाओ एवं तुम हर तरह से सताए जाओगे और भाँति भाँति की बातें तुम्हें सुननी पड़ेंगी । प्रत्येक जो तुम्हें हाथ या जबान से दुःख देगा वह समझेगा कि इस्लाम की सेवा कर रहा है । कुछ ईश्वरीय परीक्षाओं का भी तुम्हें सामना करना पड़ेगा ताकि तुम हर प्रकार से आजमाए जाओ । सो तुम इस समय सुन रखो कि तुम्हारी सफलता एवं विजय का यह रास्ता नहीं कि तुम अपने शुष्क तर्कों से काम लो अथवा हंसी ठट्ठा के मुक़ाबिल पर हंसी ठट्ठा की बातें करो या गाली के बदले गाली दो क्योंकि यदि तुमने इन्हीं मार्गों को अपनाया तो तुम्हारे हृदय कठोर हो जाएंगे और तुम में केवल बातें ही बातें होंगी, जिनसे ख़ुदा तआला घृणा करता है और उसे अच्छी दृष्टि से नहीं देखता है अस्तु, तुम ऐसा न करो कि तुम अपने पर दो अभिशाप एकत्र कर लो । एक मानव समाज का और दूसरा परमेश्वर का भी ।"

रुहानी ख़ज़ायन भाग-3 पृष्ठ 546-547, इज़ाला औहाम भाग 2 पृष्ठ 525-526 प्रथम संस्करण)

"यह मत खयाल करो कि ख़ुदा तुम्हें नष्ट कर देगा । तुम ख़ुदा के हाथ का एक बीज हो, जो ज़मीन में बोया गया । ख़ुदा फ़र्माता है कि यह बीज बढ़ेगा और फूलेगा और एक तरफ़ से इस की शाखाएं निकलेंगी और एक बहुत बड़ा वृक्ष हो जाएगा; अतः उस व्यक्ति को बधाई हो जो परमेश्वर की बात पर ईमान रखे तथा मध्य में आने वाली विपत्तियों से न डरे क्योंकि ऐसी विपत्तियों का आना भी आवश्यक है ताकि परमेश्वर तुम्हारी परीक्षा ले कि कौन अपनी बैअत की घोषणा में सच्चा है और कौन झूठा है । वह जो किसी परीक्षा-जन्य विपत्ति से डगमगायेगा वह कुछ भी ख़ुदा की हानि नहीं करेगा और दुर्भाग्य उसको नरक तक पहुंचाएगा यदि वह पैदा न होता तो उसके लिए अच्छा था किन्तु वे सभी लोग जो अन्त तक धैर्य रखेंगे और उन पर विपत्तियों के भूचाल आएंगे तथा आपदाओं की आँधियाँ चलेंगी और कौमें तिरस्कार जन्य हंसी और ठट्ठा करेंगी और संसार उनसे अत्यन्त घृणा करने लगेगा ; वे अन्तत विजयी होंगे तथा बरकतों और बदान्यताओं के द्वार उन पर खोले जाएंगे ।

ख़ुदा ने मुझे सम्बोधित करके फ़र्माया कि मैं अपनी जमाअत को सूचित करूं कि जो लोग ईमान लाए-ऐसा ईमान जो उसके साथ दुनिया का मिश्रण नहीं और वह ईमान हंसी ठट्ठा या कायरता से दूषित नहीं तथा वह ईमान आज्ञा पालन के किसी स्तर से वंचित नहीं ।

अहमदिया सम्प्रदाय की महत्वपूर्ण समस्याएं

प्रत्येक व्यक्ति के हृदय में स्वाभाविक रुप में यह प्रश्न उत्पन्न होगा कि संसार में इतने धर्म और सम्प्रदायों की विद्यमानता में अहमदिया सम्प्रदाय की क्या आवश्यकता थी ? अतः धार्मिक क्षेत्र की इस समस्या का सर्वप्रथम स्पष्टीकरण करता हूं।

प्रत्येक व्यक्ति जो किसी ऐसे धर्म से सम्बन्ध रखता है जिस की आधार शिला ईश्वरीय वाणी है, इस तथ्य पर भी विश्वास रखता है कि परमेश्वर की ओर से समय की याचनानुसार अवतार और पैग़म्बर आते रहे है। संसार की कोई जाति ऐसी नहीं है जिसमें परमेश्वर की ओर से आने वाले लोग न पाये जाते हों। संसार की उन्नति इन्हीं लोगों पर अवलम्बित है और इन विभूतियों को पृथक् करके संसार में अन्धकार ही अन्धकार दृष्टिगोचर होता है। पवित्र क़ुर्आन में परमेश्वर का कथन है।

व इम्मिन उम्मतिन इल्ला ख़ला फ़ीहा नज़ीर। (सरः फ़ातिर रुकुअ) अर्थात् कोई जाति ऐसी नहीं है जिस में कोई पैग़म्बर न आया हो। पुरातन इतिहास और पुरातत्व की खोजें हमारे इस विश्वास को अधिक से अधिक दृढ़ करती जा रही हैं तथा यह खोज मानव समाज में एकता उत्पन्न करने का बहुत बड़ा साधन बन रही है जिस का श्रेय पवित्र क़ुर्आन को है जिस ने इस तथ्य को सब से पहले बताया है। जब हम उन अवतारों के जन्म तथा उन के आविर्भाव के उद्देश्यों की ओर दृष्टि डालते हैं तो हमें विदित होता है कि उनके आविर्भाव का कारण सदैव ही संसार में आध्यात्मिकता का ह्रास हो जाना तथा मानव का परमेश्वर से सम्पर्क टूट जाना ही रहा है। इस प्रकार ये विभूतियाँ काल-प्रसूत होती हैं। ये लोग सदैव उस मेघ की भाँति आते रहते हैं जो वर्षा के एक दीर्घकाल पर्यन्त बन्द रहने के पश्चात् आता है और संसार को हरा भरा कर देता है। ये लोग परमेश्वर का वह उत्तर होते हैं जो उत्सुक और जिज्ञासु संसार की याचनानुसार आकाश से भेजा जाता है अथवा वह बिगुल होते है जो शिकार का पीछा करने वाले आखेटकों को जब वे निर्जन में एक दूसरे से पृथक् हो जाते हैं, एकत्र करने के लिए वह शिकारी बजाता है जिसके सामने शिकार होता है संसार उनके द्वारा पुनः सत्यता पर एकत्र होता है और इष्ट की ओर पग बढ़ाता है।

यह अवतारवाद का क्रम जिस प्रकार आदि काल से चला आया है, हमारे निकट उसी प्रकार भविष्य में भी चलता चला जाएगा और किसी समय बन्द न होगा क्योंकि मानवीय बुद्धि इस क्रम के बन्द होने के मत का खण्डन करती है। यदि संसार में अज्ञानान्धकार और परमेश्वर से दूरी के युग आते रहेंगे और यह क्रम बन्द न होगा; यदि यदा कदा लोग वास्तविक मार्ग को त्याग कर कुमार्ग और अज्ञानता के सघन जंगलों में पथभ्रष्ट होते रहेंगे और सत्य मार्ग की ओर जाने की इच्छा उनके हृदय में उत्पन्न होती रहेगी तथा सन्मार्ग की खोज करते रहेंगे तो ऐसे लोगों के आविर्भाव का अवरोध भी असम्भव है क्योंकि यह परमेश्वर की दयालुता के विरुद्ध है कि वह पीड़ा तो उत्पन्न करे किन्तु उपचार उत्पन्न न करे। तड़प तो दे किन्तु सम्मिलन के साधनों को मिटा दे। ऐसा विचार उस दया के स्रोत परमेश्वर की सत्ता के प्रति दुर्भावना है तथा आध्यात्मिक नेत्रहीनता का चिन्ह है। इस सर्वसाधारण सिद्धान्त के अनुसार हम लोग विश्वास रखते हैं कि इस समय एक सुधारक और पथप्रदर्शक की आवश्यकता थी जो संसार को परमेश्वर का मार्ग दिखाए और सन्देहवाद के जीवन से निकाल कर विश्वास निश्चित आस्था के उच्च शिखर तक पहुंचाए। हे भाईयो ! यदि संसार को कभी पैग़म्बर और नबी की आवश्यकता थी तो आज उस से भी बढ़ कर आवश्यकता है। धर्मों की नींव आज खोखली हो रही है। इस समय संसार में तीन ही प्रकार के लोग दिखाई दे रहे है। प्रथम प्रकार के वे लोग जो धर्म की आवश्यकता को ही अन्तिम नमस्कार कर चुके हैं और परमेश्वर को या तो पूर्ण रुप से तिलाञ्जलि दे चुके हैं या उस पर उन का वैसा ही विश्वास है जैसा कि पर्वतों और नदियों पर, क्योंकि उसका अस्तित्व उनके दैनिक जीवन पर कोई प्रभाव नहीं डालता। यदि वे निश्चय कर लें कि परमेश्वर नहीं है तो भी उनके क्रिया कलापों में कोई परिवर्तन न हो और अब जो वे कहते हैं कि परमेश्वर है तो अब भी उसका प्रभाव उनके क्रिया कलापों पर कुछ नहीं है। ये लोग यहां तक कह उठते हैं कि हम अपनी मानसिक स्वतन्त्रता को परमेश्वर के लिए भी नहीं त्याग सकते और अपनी मान प्रतिष्ठा को परमात्मा के सामने विनय और प्रार्थना करके हानि नहीं पहुंचाना चाहते। दूसरे प्रकार के वे लोग जो परमेश्वर पर विश्वास तो रखते हैं तथा उस की शक्तियों पर भी उन्हें विश्वास है किन्तु वे उस प्यासे (तृषित) की न्याईं हैं जो मरुभूमि के टीलों के मध्य मार्ग भूल जाता है और मीलों मील तक उसे जल का एक कण भी नहीं मिलता। ज्यों ज्यों वह जल की खोज करता है उसकी तृषा और तीव्र होती जाती है एवं उसकी व्याकुलता में और वृद्धि होती जाती है किन्तु उसका फिरना और चक्कर लगाना उसको कुछ लाभ नहीं देता। वह एक मृगमरीचिका से दूसरी मृगमरीचिका तक जाता है किन्तु प्रत्येक बार उसकी निराशा उसकी व्याकुलता को और बढ़ा देती है। वह जल की खोज से और दूर होता जाता है और अन्ततः मृत्यु के निकट पहुंच जाता है।

तीसरे प्रकार के वे लोग है जो अपने भाग्य पर ही प्रसन्न हैं और अपनी स्थिति पर ही सन्तुष्ट हैं। वे इस लिए सन्तुष्ट नहीं कि कदाचित् उनका यह विचार हो कि उनकी स्वाभाविक आवश्यकताएं पूर्ण हो चुकी हैं अपितु इस लिए वे निरुत्साहित हो चुके हैं और परमेश्वर की कृपा और वदान्यता से निराश हो चुके हैं और यह समझते हैं कि परमेश्वर की वदान्यताएं पूर्व कालीन लोगों पर समाप्त हो चुकी हैं। हम उसके सौतेली सन्तान की न्याईं हैं जिन्हें वह अपने धनैश्वर्य का उत्तराधिकारी नहीं समझता। अतएव मेरे लिए वही पर्याप्त है जो पूर्ववर्ती समाज को मिला था और उन की कृपा से हम तक पहुंचा दिया।

परन्तु ये तीनों अवस्थाएं अस्वाभाविक हैं। न प्रथम प्रकार के लोगों की अवज्ञा उसकी लाभ पहुंचा सकती है, न दूसरे समाज का व्यर्थ का प्रयत्न और न तीसरे प्रकार के समाज की सन्तुष्टि। जो वस्तु वास्तविक लाभप्रद है वह परमेश्वरीय ज्ञानामृत है जो समस्त अज्ञानान्धकार को मिटा कर मानव और परमेश्वर के मध्य से सभी पर्दे हटा देता है। वह ज्ञानामृत भक्त और परमेश्वर को एक स्थान पर एकत्र कर देता है। वह ज्ञानामृत धर्म को ऐसे रुप में मानव के सम्मुख उपस्थित करता है कि उसका हृदय उसे स्वीकार कर लेता है और उसकी बुद्धि सन्तुष्ट हो जाती है। यह समृद्धि लाभ न आज तक अवतारों के बिना संसार को प्राप्त हुआ है तथा न ही भविष्य में कभी हो सकता है।

भाईयो ! कुछ विचार तो करो कि इस समय कौन सा धर्म है जिस के अनुयायी इस सत्य को डंके की चोट से कहते हों कि उन्होंने वह कुछ प्राप्त कर लिया है जो पूर्व कालीन पैग़म्बरों के द्वारा संसार को प्राप्त आ था !

बब्बल प्रेस कादियां फोन 20121

प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफिज़ाबादी